عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ • شمارہ نمبر ۲۰ • بتاریخ ۲۲ تا ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء

ختم نبوۃ احادیث کے آئینے میں

گدڑی میں لعل

بوسنیا۔ ماضی اور حال کے آئینے میں

ارض اندلس میں اسلامی تہذیب کا احیاء

والدین کے حقوق

ردِّ عیسائیت

مسیحیت کامل و آخری دین نہیں اور نہ ہی حضرت مسیحؑ خاتم الانبیاء ہیں

قادیانی انگریزوں کی پیداوار

حضرت مولانا محمد احمد صاحب کراچی

پانچواں درس

سورۃ الحجرات

کسی بھی قوم اور معاشرہ کے ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ ان میں باہم محبت و مودت ہو

بسم اللہ الرحمان الرحیم ○

یایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون ○

"اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے' کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں' اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو' ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا (ہی) برا ہے' اور جو باز نہ آویں گے تو وہ ظلم کرنے والے ہیں۔"

تفسیر و تشریح

گزشتہ آیات میں مسلمانوں میں نزاع اور اختلاف کو روکنے کی تدابیر بتلائی گئی تھیں۔ پھر بتلایا گیا کہ اگر اتفاقاً" اختلاف رونما ہوجائے تو پرزور اور موثر طریقہ سے اس نزاع کو ختم کرایا جائے اور عدل انصاف کے ساتھ میل ملاپ اور صلح صفائی کرادی جائے۔ عموماً" دیکھا جاتا ہے کہ جہاں دو شخصوں یا دو جماعتوں میں اختلاف رونما ہوا تو ایک دوسرے کا تمسخر اور استہزا کرنے لگتا ہے۔ ذرا سی بات ہاتھ لگ گئی اور مخالفت میں ہنسی مذاق اڑانا شروع کردیا حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ جس کا مذاق اڑا رہا ہے وہ شاید اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بہتر ہو۔ بلکہ بسا اوقات یہ خود بھی اختلاف سے پہلے اس کو بہتر سمجھتا تھا مگر ضد اور نفسانیت میں آدمی کو دوسرے کے آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے' اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اس طرح جذبات منافرت و مخالفت اور زیادہ مشتعل ہوتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نفرت و عداوت کی خلیج روز بروز وسیع ہوتی رہتی ہے اور قلوب میں بعد بڑھتا جاتا ہے۔ اس لئے خداوند قدوس نے دین اسلام کے ماننے والوں کو اس قسم کی باتوں سے منع فرمایا تاکہ جذبات مخالفت تیز نہ ہونے پائیں چنانچہ اس آیت میں ایمان والوں کو خطاب کرکے ہدایت دی جاتی ہے کہ ایک جماعت دوسری جماعت کے ساتھ نہ مسخرا پن کرے' نہ ایک دوسرے پر آوازے کسے جائیں' نہ کھوج لگا کر عیب نکالے جائیں اور نہ برے ناموں اور برے القاب سے فریق مقابل کو یاد کیا جائے کیونکہ ان باتوں سے دشمنی اور نفرت میں ترقی ہوتی ہے اور فتنہ و فساد کی آگ زیادہ تیزی سے پھیلتی ہے۔ سبحان اللہ! یہ کیسی بیش بہا قرآنی ہدایات ہیں۔ آج اگر مسلمان سمجھیں تو ان کے سب سے بڑے مرض کا مکمل علاج اسی ایک سورۃ حجرات میں موجود ہے۔

اس آیت میں پہلی چیز جس سے مسلمانوں کو ممانعت فرمائی گئی وہ تمسخر ہے۔ تمسخر وہ ہنسی ہے جس سے دوسرے کی تحقیر اور دل شکنی اور دل آزاری ہو اور یہ حرام ہے اور وہ ہنسی جس سے دوسرے کا دل خوش ہو وہ مزاح اور خوش طبعی کہلاتی ہے اور ایسی ہنسی جائز ہے اور بلکہ بہت سے حالات میں مستحب ہے۔ تمسخر یعنی ہنسی اور ٹھٹھہ میں کسی کو بے عزت کرنا یہ باہمی عداوت کی جڑ ہے۔ پھر کسی کا مذاق اڑانا اس بات کی دلیل ہے کہ خود تو عیوب سے پاک صاف ہے اور دوسرا قابل مذمت اور لائق تمسخر ہے۔ یہ رعونت اور تکبر کی شاخ ہے۔ جو اسلام میں قطعاً" ممنوع ہے۔

دوسری چیز جس کی آیت میں ممانعت کی گئی وہ طعنہ ہے۔ طعنہ زنی بھی دل دکھانے والی چیز ہے۔ جس سے اتفاق و محبت میں نہ صرف فرق آجاتا ہے۔ بلکہ اس کی جڑیں ہل جاتی ہیں۔

تیسری چیز جس سے یہاں ممانعت فرمائی گئی وہ ولا تنابزوا ہے۔ یعنی کسی کو چڑانے والے ناموں سے نہ پکارو۔ مثلاً" اندھا' کانا' لنگڑا' لولا۔ ایسے القاب سے یاد کرنا خواہ کسی میں وہ باتیں موجود ہوں' اس سے منع فرمایا گیا۔ اسی طرح کسی کو جاہلیت کے نام اور صفات سے یاد کرنا یا فسق اور برائی کے ناموں سے یاد کرنا یہ سب ممنوع ہے اور یہ سب اتنے بڑے گناہ ہیں کہ اگر اس کا مرتکب توبہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ظالم ہے۔

اس آیت میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب ہے کہ جن پر ہنستے ہیں۔ وہ ان ہنسنے والوں سے خدا کے نزدیک بہتر ہوں پھر وہ تحقیر کیسے کرتے ہیں۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے۔ کیا عجب ہے کہ جن پر ہنستی ہیں۔ وہ ان ہنسنے والیوں سے خدا کے نزدیک بہتر ہوں۔ پھر وہ تحقیر کیسے کرتی ہیں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو' اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو کیونکہ یہ سب باتیں گناہ کی ہیں۔ اور ایمان لانے کے بعد مسلمان پر گناہ کا نام لگنا ہی برا ہے۔ تو اس سے بچو اور جو ان حرکتوں سے باز نہ آویں گے اور حقوق العباد کو تلف کرنے والے ہیں تو جو سزا ظالموں کو ملے گی وہی ان کو ملے گی۔"

یہ تو ہوئی قرآنی ہدایات۔ اب احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ بخاری و مسلم کی صحیح حدیث ہے۔ حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔

"تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔"

علماء نے لکھا ہے کہ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ

باقی ص ۷ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲۔ شمارہ نمبر ۲۰

تاریخ ۳ تا ۹/جمادی الاول ۱۴۱۴ھ

بمطابق ۲۲ تا ۲۸/اکتوبر ۱۹۹۳ء

اس شمارے میں

۱۔ درس قرآن۔ سورۃ الحجرات ــــــــ ۲
۲۔ ملک میں بحران کس نے پیدا کیا؟ (اداریہ) ــــــــ ۴
۳۔ قادیانیوں سے دو سوال ــــــــ ۵
۴۔ والدین کے حقوق ــــــــ ۶
۵۔ ارض اندلس میں اسلامی تہذیب کا احیاء ــــــــ ۷
۶۔ ختم نبوت احادیث کے آئینے میں ــــــــ ۹
۷۔ گدڑی میں لعل ــــــــ ۱۱
۸۔ رد عیسائیت ــــــــ ۱۲
۹۔ اسلام کا تصور حیات ــــــــ ۱۳
۱۰۔ مرزا قادیانی کی مکاری ــــــــ ۱۵
۱۱۔ حق چار یار ــــــــ ۱۵
۱۲۔ بوسنیا۔ ماضی، حال کے آئینے میں ــــــــ ۱۷
۱۳۔ طب و صحت۔ گرما ــــــــ ۲۱
۱۴۔ مسلمانوں کی فلاح و کامرانی کا راز ــــــــ ۲۲

سرپرست ــــ مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ
مدیر اعلیٰ ــــ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مدیر ــــ عبدالرحمان باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

سرکولیشن مینیجر ــــ محمد انور رانا
قانونی مشیر ــــ حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
ترئین ــــ خوشی محمد انصاری
پبلشر ــــ عبدالرحمان باوا
طابع ــــ سید شاہد حسن
مطبع ــــ القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت ــــ ۱۰۴ بزرٹہ لائن کراچی

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون نمبر 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE
[illegible] GREEN, LONDON [illegible]
[illegible] 071-737 81[illegible]

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۳۵ ڈالر
چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۴۳
[illegible]

ملک میں بحران کس نے پیدا کیا اور کیوں کیا؟

نئے انتخابات کے بعد وطن عزیز پاکستان اپنے دور کے شدید ترین بحران میں مبتلا ہو گیا ہے کیونکہ کوئی پارٹی صحیح معنوں میں اکثریت حاصل نہیں کر سکی' جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ قومی اور صوبائی اسمبلیاں جنگ کا اکھاڑہ بن جائیں گی۔ اراکین ایک دوسرے سے الجھیں گے گریبان پکڑیں گے' ہو سکتا ہے کہ کرسیاں چلنے تک بھی نوبت آجائے۔ یہ بحران کیوں پیدا ہوا؟ اور اس کے پس پردہ خفیہ ہاتھ کس کا تھا؟ یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ نگران حکومت کے قیام سے پہلے جب دجال قادیان مرزا قادیانی کا پوتا ایم۔ ایم۔ احمد پاکستان آیا تو اسی وقت ہی ہم نے کہہ دیا تھا کہ یہ کسی سازش کے تحت پاکستان آیا ہے۔ جس خبر سے اس کی آمد کا پتہ چلا اس میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ وہ اہم مشن پر پاکستان آیا ہے۔ پھر اس نے آمد کے بعد اہم شخصیتوں سے خفیہ ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر دیا' جن میں صدر اسحاق بھی شامل ہیں۔ صدر اسحاق سے اس کی ایک نہیں کئی ملاقاتیں ہوئیں' ان میں وزیر اعظم میاں نواز شریف کی حکومت کے خاتمہ کے مسئلہ سرفہرست تھا۔ چنانچہ نواز حکومت کو ختم کر کے نگران حکومت قائم کر دی گئی۔

میاں نواز شریف اس مسئلہ کو عدالت عظمیٰ میں لے گئے۔ چند دنوں بعد عدالت عظمیٰ نے ان کی حکومت کو بحال کر دیا۔ اس کے بعد اس مرتد نے صدر اسحاق اور دوسرے سیاست دانوں سے مل کر ایسا بحران پیدا کیا کہ بالآخر میاں نواز شریف حکومت سے دستبردار ہونے پر تیار ہو گئے۔ ان کے دستبردار ہونے کے بعد جو نگران حکومت قائم ہوئی اس میں معین قریشی جیسے مشکوک شخص کو وزیر اعظم بنایا گیا' جس کے پاس پاکستان کی شہریت بھی نہ تھی اور اسے امریکہ سے درآمد کر کے پاکستان کے عوام پر مسلط کر دیا اور یوں پاکستان کو پوری دنیا میں ذلیل اور رسوا کر دیا کہ پاکستان میں اس منصب کا اہل کوئی نہیں تھا۔ علاوہ ازیں ایک اخباری اطلاع کے مطابق اس کی بیوی قادیانی ہے اور بیٹی کا نکاح غیر مسلم کے ساتھ ہوا ہے۔ اس نے وزارت عظمیٰ کا منصب سنبھالتے ہی من مانی شروع کر دی۔ قادیانیوں کو نوازنا شروع کر دیا۔ نام نہاد انسانی حقوق کمیٹی کو جو مبینہ طور پر قادیانیوں کی ذیلی تنظیم ہے اسے وزارت داخلہ کے ماتحت کر دیا گیا اور ایک قادیانی جسے فوج سے نکالا جا چکا تھا ایک معاہدے کے تحت دو سال کے لئے پرائیویٹ سیکریٹری مقرر کر دیا گیا۔

بہر حال ایم۔ ایم۔ احمد کے دریافت کردہ اور امپورٹیڈ وزیر اعظم نے نئے انتخابات کرائے جن میں کوئی پارٹی اکثریت حاصل نہ کر سکی۔ امپورٹیڈ وزیر اعظم نے انتخابات سے پہلے ہی یہ تجویز پیش کر دی کہ آئندہ ملک میں مخلوط حکومت بنائی جائے۔ یہ تجویز اس بات کی چغلی کھا رہی تھی کہ انتخابات میں ٹیکنیکل انداز میں دھاندلی کر کے ایسی صورت حال پیدا کی جائے کہ کوئی پارٹی اکثریت حاصل نہ کر سکے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مذہب سے تعلق رکھنے والی تنظیموں کو جان بوجھ کر ہرایا گیا' جس کا ثبوت نگران حکومت کے ایک وفاقی وزیر بابر علی کے اس بیان سے ملتا ہے جس میں اس نے علماء کرام کے خلاف بکواس کی ہے۔ نئی صورتحال سے یہ بات واضح ہو گئی کہ موجودہ بحران کے پس پردہ مرزائی سازش کارفرما ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایم۔ ایم۔ احمد اور مرزائیوں کا اس بحران پیدا کرنے سے مقصد کیا تھا؟ اس سلسلہ میں ہم یہ بات ثبوت کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں کہ مرزائی' عالم اسلام کے دشمن' یہود و ہنود کے ایجنٹ اور امریکہ کے دلال ہیں جبکہ یہ طاقتیں نہیں چاہتیں کہ پاکستان پھلے پھولے' ترقی کرے' پاکستان میں مستحکم اور مضبوط حکومت قائم ہو۔ یہ طاقتیں پاکستان کے خلاف مرزائیوں کو استعمال کر رہی ہیں۔ ایم۔ ایم۔ احمد امریکی حکومت کے اشارے پر یہاں آیا کیونکہ امریکہ جانتا ہے کہ مرزائی آنجہانی مرزا محمود کی پیشگوئی (جس میں کہا گیا ہے کہ اول تو پاکستان بنے گا نہیں اگر بن گیا تو ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ متحد ہو جائے اور پھر سے اکھنڈ بھارت بن جائے) کے مطابق اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں اور اکھنڈ بھارت کے اس لئے حامی ہیں کہ ان کا کعبہ قادیان ہندوستان میں ہے۔ اس لئے اس بحران پیدا کرنے کا مقصد قادیان کا حصول ہے۔ پاکستان میں بحران جتنا شدید ہوتا جائے گا اتنا ہی ان کی سازشوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

اگر اس مقصد میں یہ کامیاب نہ ہو سکے اور یقیناً یہ کامیاب نہیں ہوں گے تو پھر دوسرا مقصد ان کا یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کا آئین جس میں ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجے میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا' وہ آئین منسوخ ہو جائے۔ جس کی صورت یہ ہو گی کہ بحران جتنا شدید سے شدید تر ہو گا' اتنا ہی مارشل لاء قریب آجائے گا۔ اگر خدانخواستہ ملک میں مارشل لاء آتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ صدر ضیاء الحق مرحوم کی طرح آئین کو معطل نہ کرے بلکہ منسوخ کر دے' جو ملک کے لئے انتہائی خطرناک ہو گا۔ ہماری ملک کی تمام سیاسی جماعتوں سے گزارش ہے کہ ملک میں جو بحران پیدا ہو چکا ہے اس کے پس پردہ قادیانی سازش کو سمجھیں اور اسے دور کرنے کی کوشش کریں اور باہمی رنجشیں جو انتخابات کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہیں انہیں بھلا کر اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر ملک کی ترقی و استحکام کے لئے کوشش کریں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قادیانیوں سے دو سوال

جن پر غور و فکر کرنا ان کے لئے ہدایت کا راستہ کھول سکتا ہے

12

مرزا غلام احمد قادیانی کے ملفوظات میں ہے:

"ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے۔ ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدفون اور حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ یہ نسخہ تمہارے لئے مفید ہوا یا مضر۔ اس سوال کا جواب تم خود ہی سوچ لو۔ ایک لاکھ کے قریب لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔ ہر قوم اور ہر فرقے میں سے سید' مغل' پٹھان' قریشی وغیرہ۔ یہ تو حضرت عیسیٰؑ کو بار بار زندہ کہنے کا نتیجہ ہے۔ مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو (جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فعلی شہادت دے دی) وفات شدہ مان لو۔"

(ملفوظات ص ۳۰۰ ج ۱۰)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ صدیوں کی پوری امت مسلمہ اس عقیدہ پر متفق تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں' مرزا سے پہلے کی تیرہ صدیوں میں کسی صحابیؓ و تابعیؒ اور کسی امام و مجدد نے امت کو یہ نسخہ نہیں بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں' اب جو شخص امت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف مسلمانوں کو کوئی دوسرا نسخہ بتائے وہ زندیق ہے یا نہیں؟

13

مرزا قادیانی 'چشمہ معرفت' میں لکھتا ہے:

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے' اور آپ خاتم الانبیاء ہیں' اس لئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے' کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی' یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا' کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا' وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا' اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں' زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی' جو قرب قیامت کا زمانہ ہے' اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے' اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے' پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے' اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک وہ پیدا نہ ہو لے' کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے' اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے' اور وہ یہ ہے **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** (الصف ۱۰) یعنی۔ "خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے۔" یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے' اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا' اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو' اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے' جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں' کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔"

(چشمہ معرفت ص ۸۲' ۸۳۔ روحانی خزائن ص ۹۰' ۹۱ ج ۲۳)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تمام متقدمین کا اجماع ہے کہ آیت شریفہ کے مطابق عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔ اول تو مرزا کا دعویٰ ہی مسیح موعود ہونے کا نہیں' بلکہ مرزا کو مسیح موعود سمجھنا کم فہم لوگوں کا کام ہے (ازالہ اوہام ص ۱۹۰)۔ پھر مرزا کے وقت میں یہ عالمگیر غلبہ ظہور میں نہیں آیا۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ مرزا کو مسیح موعود سمجھنا غلط اور جھوٹ ہے؟

حقوق العباد

از۔ مولانا معزالدین احمد قاسمی ناظم امارت شرعیہ ہند' دہلی

والدین کے حقوق

مرنے کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ ان کے لئے دعا و استغفار کیا جائے

قرآن کریم میں والدین کی اطاعت کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

ترجمہ۔ "اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت نہ کرو اور تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو اگر وہ تیرے پاس ہوں اور ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے کبھی "ہوں" بھی مت کہو اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور ان کے لئے دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے۔ جیسا کہ بچپن میں انہوں نے پالا پرورش کیا۔"

اللہ جل شانہ نے اس آیت کریمہ میں اور قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں اپنی عبادت اور شکر گزاری کے ساتھ ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک' ادائیگی حقوق اور ان کی اطاعت شعاری اور شکر گزاری کا حکم دے کر یہ واضح کر دیا ہے کہ دنیا میں انسان پر اللہ کے بعد والدین کا سب سے بڑا احسان ہے کیونکہ بظاہر اسباب وہی اس کے وجود کا سبب ہیں اور پیدائش سے جوانی تک کے تمام کٹھن مرحلوں میں وہی اس کے وجود' صحت' بقاء' ارتقاء' تعلیم و تربیت کے ضامن ہوتے ہیں اس لئے اللہ کی عبادت کے بعد والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کو سب سے اہم واجب اور خدا کا سب سے پسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب عمل کیا ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"نماز اپنے وقت پر۔"

پھر دریافت کیا۔

"اس کے بعد؟"

ارشاد فرمایا۔

"والدین کے ساتھ اچھا سلوک۔"

(بخاری و مسلم)

اسلام میں والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی عظمت کو اس درجہ اہمیت حاصل ہے کہ قرآن عزیز نے ان کو رب مجازی کہا ہے۔ ان کی خدمت اور ان کے سامنے سر نیاز جھکا دینے کو ہر حال میں لازم اور ضروری قرار دیا ہے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔ گرچہ اللہ کی معصیت اور نافرمانی کے کاموں میں ان کی اطاعت جائز نہیں کیونکہ فرمان نبوی ہے۔

لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

یعنی۔ "خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔"

اور اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ۔ "اگر تجھ پر وہ دونوں (والدین) اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا۔"

پھر بھی دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی کا حکم ہے۔

ترجمہ۔ "دنیا میں ان کے ساتھ خوبی کے ساتھ بسر کرنا۔"

حدیث پاک میں والدین کی اطاعت کا یہاں تک حکم ہے کہ اگر والدین اولاد کے حق میں کوتاہی بھی کریں تو بھی اولاد کے لئے ان کے ساتھ بدسلوکی روا نہیں۔ ان سے انتقام کا کوئی حق نہیں ان کی اطاعت و خدمت سے ہاتھ کھینچ لینے کا کوئی جواز نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"جو ماں باپ کا نافرمان ہو اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھلے رہیں گے۔"

ایک شخص نے سوال کیا۔

"اگرچہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو تو؟"

تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

وان ظلما وان ظلما وان ظلما۔

ترجمہ۔ "خواہ ماں باپ نے ظلم ہی کیا ہو۔"

الحاصل والدین کی اطاعت و فرمانبرداری ان کے ساتھ حسن سلوک ہر حال میں لازم ہے حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دس وصیتیں فرمائی تھیں ایک یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا خواہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ دوسرے والدین کی نافرمانی اور دل آزاری نہ کرنا خواہ وہ تمہیں حکم دیں کہ تم اہل و عیال اور مال و دولت چھوڑ دو۔

ذخیرہ احادیث میں والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کی بہت فضیلت اور ان کی نافرمانی اور دل آزاری پر بہت وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ۔

"اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے۔ اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضی میں ہے۔"

بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"جو خدمت گزار بیٹا اپنے والدین پر رحمت و شفقت سے نظر ڈالتا ہے تو ہر نظر کے بدلے میں ایک حج مبرور کا ثواب ملتا ہے۔"

لوگوں نے عرض کیا کہ۔

"اگر وہ دن میں سو مرتبہ اس طرح نظر کرے۔"

آپؐ نے فرمایا۔

ہاں سو مرتبہ بھی۔ اللہ بہت بڑا ہے۔"

بیہقی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ

باقی ص ۲۷ پر

از۔ ڈاکٹر عبدالقادر لحاش
ترجمہ۔ محمد فیض الرحمان

ارض اندلس میں اسلامی تہذیب کا احیاء

پاکستان کے اندر اسٹیٹ در اسٹیٹ؟

اس وقت اسپین میں مسلمانوں کو بیک وقت دو طرح کی خوشیاں منانے کا حق حاصل ہے ایک تو اس بناء پر کہ وہاں ایک ایسی اسلامی تہذیب و ثقافت کے مرکز کا افتتاح ہوا ہے جو حقیقت میں اسلامی تہذیب و ثقافت کی علامت ہے اور جو اسپین کے دارالسلطنت کے بالکل وسط میں ہے اور دوسری خوشی اس بنیاد پر کہ اسپین کے ایوان بالا نے ۱۰ نومبر کو اس معاہدہ کی منظوری دے دی جس میں اسپین میں بسنے والے مسلمانوں کے ملی تشخص کو برقرار رکھنے اور ان کے حقوق کی حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا معاہدہ ہے جو مغربی دنیا میں عمل میں آیا ہے۔ اس موقع پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے میں یورپ کے ممالک میں اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں دو متضاد موقف دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتا ہوں۔ ایک طرف وہ 'سنجیدہ' پروقار' حقیقت پسندانہ' مصالحانہ رویہ ہے جو اسپین میں اس وقت قومی اور حکومتی سطح پر سامنے آرہا ہے جس سے اسلام کی عظمت و رفعت شان اور مسلمان کے حقوق کی اہمیت کے اعتراف کا پتہ چلتا ہے۔ دوسری طرف ان دشمنان اسلام کا رویہ ہے جو یورپ کے مختلف علاقوں میں مسلمانوں سے برسرپیکار ہیں۔ اس کی کھلی اور واضح مثال وہ خون ریز اور تباہ کن جنگ ہے جو بوسنیا اور ہرزیگوینا میں بے گناہ مسلمانوں کے قتل کی شکل میں سربیاؤں نے چھیڑ رکھی ہے۔ ان دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت و مصلحت پوشیدہ ہو۔ ایک وقت میں مغرب کی ایک ظالم' متعصب جماعت اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے اور اپنے علاقے کو اپنے نزدیک دین اسلام سے مکمل طور پر خالی کرانے کی کوشش کر رہی ہے اور دوسری طرف اللہ کی قدرت کا مظاہرہ یہ ہوتا ہے کہ یورپ ہی کی سرزمین سے ایسی جماعت کھڑی ہوتی ہے جو اسلام کی حمایت کے لئے اپنے ہاتھ بڑھاتی ہے اور ساتھ ہی اس کی حقانیت اور اس کی تہذیب و تمدن کا کھلے بندوں اعتراف کرتی ہے اور اس کے افراد میں جو لوگ اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں اور اس کا قلادہ اپنی گردنوں میں ڈالتے ہیں۔ ان کے حقوق کی حفاظت اور مکمل آزادی و احترام کے ساتھ معاشرہ میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے فضا کو مناسب اور سازگار بنانے کی کوشش کرتی ہے۔

واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ اسپین میں اسلام کی حیثیت بحال ہو بلکہ یہ سرزمین اندلس کے حق میں غیر متوقع نہیں ہے کیونکہ اسی سرزمین میں اسلام کا آفتاب پورے آب و تاب کے ساتھ آٹھ سو سال تک مسلسل چمکتا رہا اور اپنی ضیا پاش کرنوں سے ساری دنیا کو منور کرتا رہا اور اس نے پوری دنیا میں اپنی تہذیب و تمدن کا سکہ بٹھا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اب اسپین کے بعض دانشور متحرک ہو رہے ہیں اور اپنی اس روشن و تابناک تاریخ کو پھر سے دہرا رہے ہیں جس کی صورت اسلام دشمنوں نے مسخ کر دی تھی اور وہ اندلس کے اسلام کے زریں عہد کو سامراج اور حملہ آوروں کا عہد تصور کرتے تھے چنانچہ اسپین کے ایک بڑے معاصر مورخ امریکہ کاسترو اپنی کتاب "اسپین کی تاریخی حقیقت" میں رقمطراز ہیں کہ اندلس کے باشندے ہی وہ مرد میدان ہیں جنہوں نے سب سے پہلے وطنی احساس کے جذبہ کو یہاں بیدار کیا اور یہ کہ اگر یہ بطل غیور نہ ہوتے تو اسپین کا دنیا میں نہ کوئی مقام ہوتا اور نہ ہی اس کو کوئی خصوصیت حاصل ہوتی اور یہی دونوں چیزیں ہیں جنہوں نے اس کا مرتبہ دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلے میں بلند سے بلند تر کر دیا ہے اور یہ صرف اس کے ماضی کی کوئی داستان یا قصہ پارینہ نہیں ہے بلکہ موجودہ تاریخ میں بھی اس کی ایک حیثیت اور مقام ہے۔ جیسا کہ ایک اسپینی مورخ ڈاکٹر پدرو مارٹینز مونتابث نے بھی اس کی شہادت دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اسپین کی وہ آٹھ سو سالہ تاریخ نہ ہوتی جس کے زیر سایہ وہ بام عروج و ترقی کو پہنچا تو اس کا شمار تہذیب و تمدن کی تاریخ میں ہرگز نہ ہوتا کیونکہ یہی وہ چیز تھی جس نے اس کو ان مغربی ممالک کے مقابلے میں جو اس وقت جہالت و پسماندگی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں بھٹک رہے تھے منارۂ نور اور تہذیب و تمدن کے مرکز کا مقام دیا۔

اور یہ بھی قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ اسپین کے ایوان بالا کے اس معاہدہ کو جس میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہے منظوری دینا اور اس براعظم میں سب سے بڑے اسلامی مرکز کے افتتاح کا عمل اس وقت ہوا جب کہ اندلس کے اندر مسلمانوں کی حکومت کے زوال اور وہاں سے ان کے نکلنے کو پورے پانچ سو سال ہونے کی تقریبات منائی جاری تھیں۔ جنوری ۱۴۹۲ء میں ابو عبداللہ نے جو کہ اندلس میں بنی احمر کے سب سے آخری حکمران تھے غرناطہ کو' اس کے عالی شان عمارتوں' اس کے خوبصورت باغات' اس کی عمدہ مسجدوں' اس کے بازاروں' اس کے مدارس اور اس کے باشندوں کو دشمن کے حوالے کرنے پر مجبور ہوئے تھے اور "کاردینال مندوسہ" نے "الحمراء" کی چابیاں ابن کماشہ کے ہاتھ سے اپنے قبضہ میں کی تھیں اور اس میں قدم رکھتے ہی اس نے سب سے پہلے "الحمراء" کے اونچے برجوں اور قلعوں پر صلیب نصب کی تھی اور کیتھولک طریقہ پر عبادت کو رائج کیا تھا اس طرح اندلس میں مسلمانوں کی حکومت کا ستارہ اقبال غروب ہو گیا اور اس کے بعد پھر وہاں کے مسلمانوں پر مظالم و مصائب کے پہاڑ توڑے گئے کبھی تو انہیں عیسائی مذہب

قبول کرنے پر مجبور کیا گیا اور کبھی دوسری آزمائش کی بھٹی میں تپایا گیا۔ چنانچہ مورخین کے قول کے مطابق صرف دو سالوں یعنی ۱۵۰۰ء اور ۱۵۰۱ء کے درمیان وہاں کے تمام باشندوں کو نصرانی بنا لیا گیا۔ اس کے بعد جہاں ایک طرف یہ قانون نافذ ہوا کہ تمام مساجد کو توڑ کر گرجوں میں تبدیل کردیا جائے وہیں ساتھ ہی دوسرا قانون یہ بھی نافذ ہوا کہ تمام اسلامی کتابوں کو خواہ وہ عربی میں ہوں یا کسی دوسری زبان میں جلا دیا جائے چنانچہ غرناطہ کے "رملتہ" کے میدان میں ہزاروں کتابیں نذر آتش ہوئیں اور اس طرح کتابوں کے جلنے کا سلسلہ غرناطہ کے تمام شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں برابر جاری رہا۔ پھر اس کے بعد ایک اور حکم نافذ ہوا وہ یہ کہ عام بات چیت میں بھی عربی زبان استعمال نہ کی جائے اور اندلس کے جو باشندے اپنے کو "موریسکین" کہتے ہیں ان کے اسلحہ ضبط کرلئے جائیں۔

یہ تو ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ زوال اندلس کے بعد جو کچھ پیش آیا اسے وہ بھول جائیں تاہم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ محکمہ تفتیش کی ان ہولناکیوں کو فراموش کردیں جو پوری انسانی تاریخ میں ناک کا داغ بنی ہوئی ہیں۔ جس کا اعتراف خود یورپیوں کو بھی ہے اور ان تحقیقاتی عدالتوں کی بنیاد کیتھولک گرجا نے اٹلی، فرانس اور جاپان میں صرف اس لئے ڈالی تاکہ لوگوں کے حالات کی چھان بین کی جائے اور ساتھ ہی ان کو قابو میں کیا جائے اور اس لئے بھی کہ جو لوگ کیتھولک کے خلاف افکار و نظریات رکھتے ہیں ان کے احوال سے آگاہی ہو سکے اور ان ظالموں نے بہت سے علماء اور دانشوروں کو ستایا۔ ان میں سے کتنے ایسے ہیں جنہیں ملک بدر کردیا گیا اور کتنوں کو سخت سزائیں دی گئیں۔ یہ وہ خون سے رنگین صفحات ہیں جن سے اسپین کے مسلمانوں کی تاریخ وابستہ ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب آکر رہی۔ اسلام آج اندلس میں دوبارہ زندہ ہو رہا ہے یا یوں کہئے کہ اندلس اسلام کی طرف لوٹ رہا ہے۔

اسپین میں مسلمانوں کی موجودہ تاریخ انتہائی خوش آئند ہے اور آئے دن انہیں مختلف قسم کا پیام دے رہی ہے۔ ۱۹۶۰ء کے بعد آنے والے مسلمانوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور ان کی تعداد محتاط اندازہ کے مطابق تین لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ ان میں بیشتر تعداد شمالی افریقہ کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ مشرقی عرب اور پاکستانیوں، ایرانیوں اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں کی ہے اور ۱۹۶۷ء میں جب مذہبی آزادی کا قانون نافذ ہوا تو اس وقت مسلمانوں نے موقع سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا اور اپنے آپ کو منظم و متحد کرنے کی کوشش کی اور مشرقی عرب کے وہ طلباء جو اسلامی فکر کے حامل تھے وہ اس میدان میں پیش پیش رہے چنانچہ انہوں نے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کے مشورہ سے جب ۱۹۱۵ء میں اسپین کا دورہ کیا تھا۔ اسپین کے اندر ایک اسلامی انجمن کی بنیاد ڈالی۔ ۱۹۷۱ء میں حکومت کی تصدیق حاصل ہوگئی اور ۱۰ اگست ۱۹۸۹ء کو اسلام کو اسپین میں ایک مستحکم اور آزاد دین کی حیثیت سے تسلیم کرلیا گیا۔ یہ کسی نئے دین کا اعتراف نہیں تھا بلکہ صحیح معنوں میں ایک ایسی حقیقت کا اقرار تھا جسے اس سرزمین اندلس کی تاریخ کا جو اسلام سے آٹھ سو سال تک وابستہ رہی اور جس کو مٹانا ناممکن اور محال تھا۔ جزو لاینفک ہے۔ اس کے بعد سے اسلامی تہذیب کے روشن پہلو مشاہدہ میں آرہے ہیں اور اندلس کے وہ باشندے جنہیں ان کے دین سے برگشتہ کرنے کی پوری کوشش کی گئی اور عیسائیت اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا وہ اپنی قومی، تہذیبی سرمایہ زندہ و تابندہ رکھنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں بلاس انفانتی ویرز قابل ذکر ہے۔ اس لئے جو اندلسی النسل ہے اور موجودہ اندلسی قومیت کا داعی اور مبلغ سمجھا جاتا ہے۔ اپنے آباؤ اجداد کے سرمایہ کو سینے سے لگائے رکھا اور دل و جان سے اس کے احیاء کی فکر میں لگا رہا اس سلسلے میں اس نے کئی کتابیں بھی تصنیف کیں اور اندلس کے مواقع کی مرکز بھی قائم کئے اور مختلف موضوعات پر تقریریں بھی کیں۔ جن کا عنوان "اندلسی قومیت" ہے جن سے اسلامی تہذیب کی شناخت ہوتی ہے اور جن کا مقصد اسلامی تہذیب کا تعارف کرانا تھا اور اس کی حیثیت سے لوگوں کو مطلع کرنا تھا۔ ۱۹۲۳ء میں اس نے اپنے اسلام کا بیانگ دہل اعلان کردیا اور اس بات پر زور دیتا رہا کہ اندلس کے سامنے اسلامی تشخص کو نمایاں کیا جائے اور اس کی حقانیت ثابت کی جائے۔ ۱۹۳۶ء میں اندلس کی خانہ جنگی میں اس نے جان جان آفریں کو سپرد کردی۔

اور آج جبکہ میڈرڈ میں اسلامی ثقافت کے مرکز کا افتتاح ہو چکا ہے۔ تمنائیں اور آرزوئیں انگڑائی لے رہی ہیں اور یہ توقعات وابستہ کی جارہی ہیں کہ اس کی تعمیر تاریخی تبدیلی کا پیش خیمہ ہو جو اسپین کی اصل اسلامی تہذیب کا سبق دہرا رہی ہے اور اسپینیوں کو اس کی دعوت دے رہی ہے کہ وہ اب پھر سے اس حقیقی تاریخ کی

باقی ص ۲۶ پر

غزل

از۔ انیس احمد انیس

گرتے افراد جو ملت کے سنبھل جاتے ہیں
ان کے کردار سے حالات بدل جاتے ہیں
کبھی یکساں نہیں رہتا ہے زمانے کا چلن
سخت حالات بھی آتے ہیں تو ٹل جاتے ہیں
جو ہیں تیراک وہ کشتی کے تو محتاج نہیں
بے خطر کود کے اس پار نکل جاتے ہیں
میں نہ مجنوں ہوں، نہ پاگل ہوں، نہ دیوانہ ہوں
دل کے ارماں ہیں رہ رہ کے مچل جاتے ہیں
بس انہی خشتوں سے بنتا ہے فلک بوس محل
پہلے تکلیف کے سانچے میں جو ڈھل جاتے ہیں
جب بھی بارش ہو تو لاٹھی کے سہارے چلئے
یہ وہ موسم ہے جہاں پاؤں پھسل جاتے ہیں
ان سے کہئے کہ ذرا اپنے ہی گھر کو دیکھیں
شوق سے دیکھنے جو تاج محل جاتے ہیں
داستاں میری تباہی کی نہ پوچھو ہر گز!
سورماؤں کے بھی دل سن کے دہل جاتے ہیں
جب بھی گھبراتے ہیں حالات زمانہ سے انیس
نام اللہ کا لیتے ہیں سنبھل جاتے ہیں

از۔ محمد نذر عثمانی، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، کراچی

ختمِ نبوّت احادیث کے آئینے میں

جو شخص حضورؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجال و کذاب ہوگا' اس کا مقابلہ کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری امت کو میں نے سب سے آخر میں بھیجا اور وہ حساب میں سب سے پہلے ہوگی اور میں نے تجھ کو نبیوں میں سب سے پہلے پیدا کیا اور سب سے آخر میں بھیجا۔ تجھ کو میں نے فاتح یعنی دورہ نبوت شروع کرنے والا بنایا اور تجھ کو ہی اس کا ختم کرنے والا بنایا ہے۔" (اخرجہ ابو نعیم من الخصائص ص ۱۹۷ ج ۲)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ شفاعت کی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ۔

"لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ اے اللہ کے نبی آپ ہی وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے نبوت کو شروع کیا تھا اور جن پر ختم کیا ہے اور آپ کی آئندہ اور گزشتہ سب لغزشیں معاف کردی ہیں۔" (ابن ابی شیبہ فتح الباری ص ۳۷۸ ج ۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ معراج کی حدیث میں روایت فرماتے ہیں کہ۔

"فرشتوں نے حضرت جبرئیلؑ سے دریافت کیا تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟ وہ بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

(مجمع الزوائد ص ۷۲ ج ۱۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ شفاعت کی طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ۔

"قیامت میں شفاعت کے لئے آخرکار لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ ہمارے پروردگار سے سفارش کیجئے تاکہ ہمارا حساب لے لے۔ وہ فرمائیں گے میں یہ کام نہیں کرسکتا کیونکہ میں اس سے شرمندہ ہوں کہ میرے امتیوں نے مجھے اور میری ماں کو خدا بنالیا تھا لیکن اگر کسی برتن کو بند کرکے مہر لگادی جائے کیا اس برتن کی چیز اس وقت تک لے سکتے ہو جب تک اس کی مہر نہ توڑو۔ لوگ کہیں گے ایسا تو نہیں ہوسکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو انبیاء علیہ السلام کے خاتم پر مہر ہیں۔" اور مسند احمد کی روایت میں ہے۔ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آج یہاں موجود ہیں۔"

حکیم ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ ہر سید و امیر کو بقدر اپنے دائرہ ولایت کے خزائن حشم و خدم درکار ہوتے ہیں جو ایک قریہ یا ایک خطہ کا امیر ہوتا ہے اس کے لئے اس کے مناسب اور جو ایک ملک کا امیر ہوتا ہے اس کے لئے اس کے مناسب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ تمام جہان کا سید و امیر بنایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین کا سرتاج بنایا گیا اسی لئے خاتم النبیین کی عظیم خلعت آپ کو پہنائی گئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب شب معراج میں مجھے آسمان پر لے گئے تو میرے پروردگار نے مجھے قریب بلایا اور بہت قریب بلایا اور کہا اے میرے حبیب' اے محمد۔ میں نے کہا حاضر ہوں اے پروردگار۔ ارشاد ہوا اگر ہم تمہیں آخر النبیین بنادیں تو تم ناخوش تو نہ ہوگے۔ میں نے عرض کی اے پروردگار نہیں۔ پھر ارشاد ہوا اگر تمہاری امت کو آخری امت بنادیں تو وہ ناخوش تو نہ ہوگی۔ میں نے عرض کیا۔ نہیں اے پروردگار۔ ارشاد ہوا کہ اچھا تو اپنی امت کو میرا سلام کہنا اور انہیں بتلادینا کہ میں نے انہیں آخری امت بنادیا۔"

(کنز العمال ص ۱۱۲ ج ۶)

قال الرب لادم ان ابنہ احمد ھو الاول والاخر۔

"حضرت آدمؑ کو حق تعالیٰ کا ارشاد کہ ان کے فرزند احمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اور سب سے آخری نبی ہیں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انہیں ان کی اولاد بھی بتلائی۔ آدم علیہ السلام انہیں دیکھنے لگے کہ بعض بعض پر فضیلت رکھتے ہیں۔ ان سب کے آخر میں ایک بلند نور دیکھا تو عرض کیا اے میرے پروردگار۔ یہ کون ہیں؟ ارشاد ہوا۔ یہ تمہارے فرزند احمد (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہی سب سے پہلے نبی ہیں اور یہی سب سے آخر ہیں۔ یہی قیامت میں سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور ان ہی کی شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی۔" (رواہ ابن عساکر)

خاتم النبیینؐ کا خطاب

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

"جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپؐ کا پروردگار کہتا ہے کہ اگر میں نے آدم علیہ السلام کو صفی اللہ کا خطاب دیا ہے تو آپ پر تمام انبیاء کو ختم کرکے خاتم النبیین کا خطاب دیا ہے اور میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو مجھے آپ سے زیادہ عزیز ہو۔"

(خصائص ص ۱۹۳ ج ۲)

تشریح:۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبیوں میں آخر ہونا صرف ایک زمانی تاخر نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ خاص فضیلت ہے جو دیگر انبیاء علیہم السلام کے خصوصیات کے بالمقابل آپؐ کو مرحمت ہوئی ہے۔ عالم کا تدریجی ارتقاء بھی اس بات کا متقاضی تھا کہ اس کی آخری کڑی سب میں کامل و برتر ہو۔ اس لئے آخری نبی وہی ہونا چاہئے جو سب میں کامل اور سب سے اکرم ہو۔

حضرت زید بن حارثہؓ اپنا ایک قصہ ذکر کرتے ہیں کہ۔

جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوگیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپؐ کے پاس آیا اور مجھ سے کہا اے زید ہمارے ساتھ چلو۔ زید

بولے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے میں کسی کو پسند نہیں کرتا اور نہ آپ کے سوا کسی دوسرے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ اے محمدؐ اس لڑکے کے عوض میں ہم آپ کو بہت سا مال دے سکتے ہیں اور آپؐ جو چاہیں بتلا دیجئے ہم اسے ادا کر دیں گے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا میں تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کی کہ میں اس کے سب نبیوں اور رسولوں میں آخری نبی اور رسول ہوں۔ بس میں اس لڑکے کو ابھی تمہارے ساتھ بھیجے دیتا ہوں۔" (مستدرک ص ۴۲ ج ۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

"حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان یہ لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ خاتم النبیین۔ (ابن عساکر خصائص ص ۷ ج ۱) اور اسی طرح حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی کیونکہ آپؐ خاتم النبیین تھے۔"

(ترمذی)

حضرت عرباض بن ساریہؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"میں اللہ کا بندہ ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔"

(رواہ البیہقی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں مبارک پر مہر نبوت کا ہونا اور آپؐ کا خاتم النبیین ہونا ناقابل تردید حقیقت ہے اور شمس و قمر کی طرح واضح ہے۔ علامہ قرطبیؒ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ خاتم نبوت کو اسی لئے خاتم نبوت کہا جاتا ہے کہ یہ منجملہ اور علامات کے آپ کی نبوت کی ایک علامت تھی۔ اس لئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آپ کی غائبانہ تلاش میں جب آپؐ کی خدمت میں پہنچے تو نہایت متجسسانہ نظروں سے خاتم نبوتؐ کو تلاش کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے طور و طریق سے ان کا مقصد پہچان لیا اور چادر مبارک خاتم نبوت سے ہٹا دی پھر کیا تھا۔ حضرت سلمانؓ یہ دیکھ کر بیخود ہو گئے اور اسی عالم بیخودگی میں اس کو بوسہ دینے لگے اور فوراً "حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ بحیرہ راہب کے قصہ میں بھی موجود ہے کہ اس نے کہا۔ انی اعرفہ بخاتم النبوۃ میں خاتم نبوت کی وجہ سے آپ کو پہچانتا ہوں۔ غرض علماء اہل کتاب کے نزدیک نبیٔ منتظر کی یہ ایک بڑی علامت تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت رب العزت کی طرف سے یہ اعلان تھا کہ ایمانیات' اخلاقیات' معیشت' تمدن کے سب اصول مکمل کر دیئے گئے۔ اس لئے یہ دین آخری دین اور نبیؐ بھی آخری نبی ہے۔ اب نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نیا نبی۔ نہ تشریعی نہ غیر تشریعی' نہ ظلی نہ بروزی اب یہ نبوت کا منصب ہی ختم کر دیا گیا۔ پہلے عالم کی عمر بہت وسعت تھی اور منصب پر تقرر کی گنجائش بھی کافی تھی اس لئے انبیاء کرامؑ برابر آتے رہے۔ اب دنیا کی بھی عمر اتنی باقی نہیں رہی کہ اس میں تقرر کی اور گنجائش ہوتی۔ اس لئے اس کے خاتمہ پر آپ کو بھیج کر یہ اعلان کر دیا گیا کہ اب نبی نہیں آئیں گے۔ قیامت آئے گی اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرے' دجال و کذاب ہوگا اور آج کل مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت' جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکر ہیں کا مقابلہ کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

فرض ہے ہم پر کہ ان نازک ترین حالات میں
باندھ کر سر پہ کفن اشرار کو ننگا کریں
یہ بھی کوئی بات ہے کافر گروں کے ہاتھ میں
دین قیم کی ہو اور ہم دیکھا کریں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس آدمی میں یہ تین باتیں نہ ہوں اس کا کوئی عمل کام نہ آئے گا۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے جذبات نفسانی کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دے۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی نادان آدمی اس پر حملہ کرے تو وہ تحمل سے کام لے۔ تیسرے یہ کہ لوگوں کے درمیان حسن اخلاق کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

(طبرانی)

ترجمہ۔ محمد فیض الرحمٰن

گدڑی میں لعل

یہ گلیم پوش بڑے عالم بھی ہیں اور اللہ کے مقرب بندہ بھی

یہ کہانی اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندہ کی ہے جن کا نام نامی گو "حامد آقسرائیلی" تھا تاہم وہ "بورصتہ" کے باشندوں میں "صوونجی بابا" کے نام سے مشہور تھے۔ کیونکہ وہ ان کے اطراف میں "ڈبل روٹی" کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ آپ کی ولادت شہر "قیصری" میں ہوئی اور وہیں نشوونما بھی۔ شوق علم نے انہیں شام و تبریز جیسے دور دراز ممالک کی خاک چھنوائی۔ پھر وہاں سے کوچ کرنے کے بعد شہر "اردبیل" کو مادر علمی منتخب کیا جو ایران کے شمال مغرب میں واقع ہے اور اپنے وسیع و عریض کتب خانہ کی وجہ سے ماضی میں مشہور بھی رہا ہے اور ایک مدت تک تہذیب و تمدن کا مرکز بھی۔

اردبیل پہنچ کر اس فقیر بے نوا اور مشہور عالم دین کی ملاقات علاء الدین "اردبیلی" سے ہوئی۔ وہاں ان کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور چند سال ان کی خدمت میں رہ کر اپنی علمی تشنگی بجھائی اور تصوف و سلوک میں اعلیٰ مقام حاصل کیا۔ پھر اس کے بعد وہاں سے واپس تشریف لائے اور شہر "بورصتہ" میں قیام پذیر ہوئے۔ ان دنوں یہ شہر دولت عثمانیہ کا دارالسلطنت تھا۔ یہ سلطان بایزید اول (۱۳۶۰ـ۱۴۰۳ء) کے دور کی بات ہے۔ صوونجی بابا نے اپنی عمر عزیز کے چند سال شہر بورصتہ میں اس طرح گزارے کہ وہ گھر کے اندر بنے ہوئے چھوٹے سے تنور میں روٹی پکاتے پھر اس کو ایک بڑی ٹوکری میں رکھ کر اپنی پیٹھ پر لاد لیتے اور بازاروں اور گلیوں میں لئے پھرتے، جونہی بچوں کی نظران پر پڑتی وہ بے ساختہ چلاتے۔ "یہ لو صوونجی بابا آگیا" "آیا صوونجی بابا۔" پھر بہت جلد ہی ان کے پاس ایک مجمع اکٹھا ہوجاتا اور لوگ ان سے روٹی خریدنے لگتے۔ اتنے خوش اخلاق اور نیک تھے کہ بورصتہ کے تمام باشندے، کیا بڑے کیا چھوٹے کیا بوڑھے کیا جوان، سب انہیں دل و جان سے چاہتے تھے۔ پھر خوش اخلاقی کے ساتھ ساتھ ان کا چہرہ بھی نورانی تھا اور ہمہ وقت خندہ رو رہتے تھے اور بچوں سے پیار و محبت اور دل لگی کی باتیں ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ ان کی لگائی ہوئی روٹی چونکہ گرم، لذیذ اور ملائم ہوا کرتی تھی اس لئے لوگ ان سے مانوس تھے اور جس وقت سلطان بایزید اول نے سب سے بڑی جامع مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا تو اسی وقت سے محل کے معماروں نے صوونجی بابا سے روٹی خریدنا شروع کردی۔ اسی دوران اس جامع مسجد کی تعمیر کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ جس کی حیثیت ایک مرکز اور نشانی کی ہے اور اس میں قرآن پاک کی وہ آیتیں جو بطور زینت و آرائش کے کندہ ہیں وہ بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ جامع مسجد کا افتتاح نماز جمعہ سے کیا گیا۔ جمعہ کی نماز میں سلطان بایزید اول اپنے تمام وزراء، افسران، علماء اور بورصتہ کے باشندوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ شریک ہوئے۔ مجمع اتنا تھا کہ اتنی وسیع و عریض جامع مسجد بھی اس کے لئے ناکافی ہوگئی اور جب خطبہ کا وقت ہوا تو بادشاہ نے مشہور عالم دین امیر سلطان کی جانب اشارہ کیا اور انہیں خطبہ دینے کو کہا۔

حکم کی تعمیل میں امیر سلطان نے منبر کی طرف قدم بڑھایا اور حاضرین پر ایک نظر اس طرح ڈالی گویا وہ کسی کی تلاش و جستجو میں ہیں۔ اور بات تھی بھی کچھ ایسی ہی کہ وہ اصل میں صوونجی بابا کو ڈھونڈھ رہے تھے۔ اس لئے کہ وہ ان کے علم و فضل، مقام و مرتبہ سے آشنا تھے۔ اور اس کے معترف بھی۔ گو عام لوگ اس سے ناواقف تھے اور ان کے سلسلے میں ان کا اعتقاد صرف اس حد تک تھا کہ وہ ایک نیک سیرت، خوش خلق، پاک باز و راست باز انسان ہیں۔ چنانچہ دیکھتے دیکھتے بالآخر امیر سلطان کی نظر ان پر پڑ گئی۔ پھر انہوں نے ایک زوردار آواز میں کچھ کہا۔ جسے تمام حاضرین نے سنا اور ان کی جانب ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا۔ اس جامع مسجد میں اس شخص سے بڑھ کر خطبہ دینے کا مستحق کوئی دوسرا نہیں ہے۔ یہ سن کر حاضرین مجلس انگشت بدنداں رہ گئے۔ اور امیر سلطان نے جس جانب اشارہ کیا تھا اس طرف لوگ اچک اچک کر دیکھنے لگے۔ اس صورت حال سے صوونجی بابا سخت پریشانی و کشمکش میں مبتلا ہوگئے کیونکہ اتنے دنوں تو ان کا راز پوشیدہ تھا اور دنیا انہیں صرف ایک روٹی نانبائی کی حیثیت سے جانتی تھی، اور بس۔ لیکن امیر سلطان نے ان کا راز فاش کرکے ان کو پریشانی میں مبتلا کردیا تھا۔

حاضرین کی نگاہیں ان پر جم کر رہ گئیں۔ صوونجی بابا بادل نخواستہ اپنی جگہ سے اٹھے اور منبر پر قدم رکھنے سے پہلے امیر سلطان کو پست آواز میں لعنت و ملامت کی۔ آپ نے مجھ پر بہت بڑا ظلم کیا کہ میرے راز کو فاش کردیا۔ یہ سن کر امیر سلطان نے انتہائی پست آواز میں ان سے کہا کہ جناب والا اس وقت خطبہ دینے کے سب سے زیادہ حق دار آپ ہی تھے۔ یہ گمنام بزرگ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھی اور پھر اس کی تفسیر سات طرح بیان کی، خطبہ نہایت عمدہ، پرلطف اور سبق آموز تھا، اور تفسیراتی بحر کر اس سے حاضرین مسحور ہوگئے۔

مشہور و معروف عالم دین ملا فناری جو اس محفل میں تشریف رکھتے تھے اور یہ خطبہ بھی سنا تھا۔ ان سے اپنی حیرت و استعجاب کا اظہار کئے بغیر نہیں رہا گیا۔ چنانچہ نماز سے فراغت کے بعد اپنے اعزہ و اقارب اور ملنے جلنے والے دوستوں سے یوں گویا ہوئے۔ تم نے اس شخص کی رفعت شان کا مشاہدہ آج کرلیا اور اس کے تبحر علمی اور فن تفسیر کے اندر اس کی مہارت سے بخوبی واقف ہوگئے چنانچہ سورۃ فاتحہ کی پہلی تفسیر جو اس شخص نے بتائی وہ تو سب کی سمجھ میں آگئی دوسری تفسیر کو کسی نے سمجھا کسی نے نہیں سمجھا اور تیسری تفسیر خواص اور گنے چنے لوگوں تک محدود رہی البتہ چوتھی، پانچویں، اسی طرح چھٹی اور ساتویں تفسیر ہماری سمجھ سے باہر تھی۔

شیخ کے اس کمال علمی کا چرچا بورصتہ کے چپے چپے میں ہونے لگا اور بہت جلد لوگ اس گمنام خاکسار شخص کی حقیقت سے واقف ہوگئے جو ٹوکری میں روٹی لئے بازاروں، کوچوں اور گلیوں میں پھرا کرتا تھا اور بچوں سے دل لگی کی باتیں کیا کرتا تھا۔ انہیں اب معلوم ہوگیا کہ یہ گلیم پوش بڑے عالم بھی ہیں اور اللہ کے مقرب بندہ بھی گویا وہ لوگ سے بزبان حال سے کہہ رہے ہیں۔

ہمیں ایسے تعجب سے نہ دیکھو
مشیت کو یونہی منظور ہیں ہم

اور اب لوگ ان کی بزرگی کے ایسے معترف ہوگئے کہ ان کو دیکھنے کا شدت سے انتظار کرنے لگے کہ ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیں اور ان سے دعا کی درخواست کریں تاہم انہیں دوبارہ نہ دیکھ سکے۔

جب ان بزرگ کا راز فاش ہوگیا تو انہوں نے شہر بورصتہ کو خیرباد کہا اور وہاں سے کوچ کرکے کسی ایسے شہر میں تشریف لے گئے، جہاں لوگ انہیں نہ جانتے ہوں۔

اللہ کے اس برگزیدہ بندہ پر اس کی رحمتیں نازل ہوں۔ آق سرای میں آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کی اور وہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سو رہے۔

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

از۔ مولانا عبداللطیف مسعود' ڈسکہ

ردِّ عیسائیت

مسیحیت کامل اور آخری دین نہیں' مسیح خاتم الانبیاء نہیں

مثلھم فی التورۃ و مثلھم فی الانجیل

عالم عیسائیت کے لئے ایک لمحہ فکریہ

فرمان مسیح

نمبر۱۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار (یا وکیل یا شفیع یا تسلی دہندہ) بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ یوحنا ۱۴/۱۶

نمبر۲۔ میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن مددگار (یا وکیل یا شفیع یا تسلی دہندہ) یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے (یعنی میری پیشگوئی کے مطابق) بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔ یوحنا ۱۴/۲۵'۲۶۔ ف چنانچہ مسیح کی تمام باتیں مع پیشگوئی صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے بتلائی ہیں۔

نمبر۳۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار (خدا کی بادشاہت قائم کرنے والا شہنشاہ دو عالم آخرالزمان) آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ یوحنا ۱۴:۳۰ (یعنی اس کے مقابلہ میں میری کچھ حیثیت نہیں کیونکہ وہ خاتم الانبیاءؐ ہے) ایک دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا ۱۲:۳۱ءیوحنا

نمبر۴۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ (یعنی وہ نبی یوحنا ۱/۲۱) یعنی سچائی کا روح (صادق و امین مکاشفہ ۱۹/۱۱) آئے گا تو تم کو سب سچائی کی راہ دکھائے گا (وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا الانعام ۱۱۵) اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا (سورۃ نجم ۳۔۴) اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔ یوحنا ۱۶/۱۲تا۱۴

نمبر۵۔ کنواریوں کے بارے میں میرے پاس خداوند کا کوئی حکم نہیں۔ لیکن دیانتدار ہونے کے لئے جیسا کہ خداوند کی طرف سے مجھ پر رحم ہوا تو اس کے واقف اپنی رائے دیتا ہوں کرنتھیا ۷/۲۵=اپنی مرضی سے کلام کی تفسیر نہیں ہو سکتی پطرس ۱۱/۲۰۔ چہ جائیکہ کوئی اپنی طرف سے رائے دینے لگے۔

نمبر۶۔ پس میں بے بیاہوں اور بیوہ عورتوں کے حق میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے لئے ایسا ہی رہنا اچھا ہے جیسا میں ہوں لیکن اگر ضبط نہ کر سکیں تو بیاہ کر لیں کرنتھیا ۷/۸'۹ بحوالہ پطرس ۱/۲۰ جب کلام کی تاویل بالذات نہیں ہو سکتی تو براہ راست احکام کیسے وضع کئے جا سکتے ہیں۔

نمبر۷۔ نبوتیں ہوں تو موقوف ہو جائیں گی۔ زبانیں ہوں تو جاتی رہیں گی۔ علم ہو تو مٹ جائے گا۔ کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے اور ہماری نبوت ناتمام۔ لیکن جب کامل آئے گا (الیوم اکملت کا اعلان کرنے والا مائدہ ۳) تو ناقص جاتا رہے گا۔ کرنتھیا ۱۳/۸تا ۱۰

ملاحظہ فرمائیے کہ جناب مسیح تعلیم الٰہی کو مکمل کرنے والے اور ہمیشہ (ازروئے تعلیم و نبوت) رہنے والی کی مع متعدد علامات کے کتنی وضاحت سے پیشگوئی فرما رہے ہیں کہ وہ شاہ دو عالمؐ ہو گا۔ ہمیشہ رہے گا۔ میری پیشگوئی کے مطابق آئے گا اور تعلیم الٰہی یعنی دین کو مکمل کر دے گا۔ وہ وہی عظیم ہستی ہے کہ ازروئے کو نین یوحنا ۱/۲۰ بمطابق استثناء ۱۸/۱۸ کا مصداق وہ مکاشفہ ۱۹/۱۱ کا مصداق صادق و امین اور عظیم نام والا ہو گا۔ وہ آخر تکمیل دین (مائدہ ۳) اور اقامۃ عدالت کا فریضہ ادا کرے گا (یسعیاہ ۴۲/۴) اس کے بعد پولس مقدس نے بھی کئی احکام کی عدم موجودگی کا اظہار کر کے اور اپنے علم و نبوت کو ناقص' ناتمام اور

امور کامل تعلیم والی) کے ظہور آمد کا اعلان فرمایا۔ لہٰذا ہمارے مسیحی بھائیوں کو چاہئے کہ وہ مسیح اور پولس کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے کامل تعلیم اور دائمی نبوت والے خاتم الانبیاءؐ کے دامن بابرکات ور نجات سے وابستہ ہو کر اپنے مقصد حیات کی تکمیل کر لیں اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

مثلھم فی التورۃ و مثلھم فی الانجیل

نمبر۱۔ وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور دس ہزار قدوسیوں میں سے آیا اس کے داہنے ہاتھ پر ان کے لئے آتشی شریعت تھی وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔ اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے ایک ایک تیری باتوں سے مستفید ہوں گے۔ کتاب استثناء ۳۳/۲'۳۔ یہ فتح مکہ کے موقع پر اس پاکباز جماعت کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

نمبر۲۔ خداوند فرماتا ہے۔ میں اپنی شریعت ان کے باطن میں رکھوں گا۔ اور ان کے دل پر اسے رکھوں گا اور میں ان کا خدا ہوں گا اور وہ میرے لوگ ہوں گے (حزب اللہ) اور میں ان کے گناہ کو یاد نہ کروں گا۔ میں ان کی بدکرداری کو بخش دوں گا اور ان کے گناہ کو یاد نہ کروں گا۔ یرمیاہ ۳۱/۳۳۔ یعنی وہ خدا کی جماعت محافظان شریعت (قرآن) ہوں گے ان کی ویسے ہی بخشش ہو جائے گی نہ کہ کفارہ سے۔

نمبر۳۔ صحابہؓ کا شوق شہادت۔ لشکر کشی کے دن تیرے لوگ خوشی سے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ تیرے جوان پاک آرائش میں ہیں۔ زبور ۱۱۰/۳۔

نمبر۴۔ ان کے منہ میں خدا کی تمجید اور ہاتھ میں دو

سزا دیں۔ ان کے بادشاہوں کو زنجیروں میں جکڑیں اور ان کے سرداروں کو لوہے کی بیڑیاں پہنائیں تاکہ ان کو وہ سزا دیں جو مرقوم ہے۔ اس کے سب مقدسوں کو یہ شرف حاصل ہے۔ زبور ۱۴۹/۶ تا ۷۔

نمبر۵۔ تو نے قوموں کو اپنے ہاتھ سے نکال دیا اور ان کو بسایا۔ تو نے امتوں کو تباہ کیا۔ اور ان کو چاروں طرف پھیلایا کیونکہ یہ نہ تو اپنی تلوار سے اس ملک پر قابض ہوئے اور نہ ان کے بازو نے ان کو بچایا بلکہ تیرے داہنے ہاتھ اور تیرے بازو اور تیرے چہرے کے نور نے ان کو فتح بخشی کیونکہ تو ان سے خوشنود تھا۔ زبور ۴۴/۲'۳۔

نمبر۶۔ نبیوں کے صحیفوں میں ہے (یسعیاہ ۵۴/۱۳) کہ وہ سب خدا کی طرف سے تعلیم پائے ہوئے ہوں گے۔ یوحنا ۶/۴۵ ہے۔ دیکھو استثناء ۳۳/۳۔

نمبر۷۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب عروۃ بن مسعود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذاکرات کرکے واپس قریش کے پاس پہنچا تو یہ رپورٹ دی کہ اے گروہ قریش میں عجمی بادشاہوں اور شاہ حبشہ کے درباروں میں گیا ہوں۔ میں نے کسی قوم کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جیسا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ (حیاۃ القلوب از مجلسی)

نمبر۸۔ پس عروۃ نے اچھے طریقے سے دیکھ لیا کہ صحابہؓ ہر وقت آپ کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتے ہیں۔ اور جو کچھ آپ حکم دیتے ہیں۔ لپک کر تعمیل کرنے لگتے ہیں۔ خادموں اور نوکروں کی طرح دست بستہ سر جھکائے کھڑے رہتے ہیں۔ اور انتہائی ادب و احترام کے ساتھ گفتگو کے وقت نگاہ نہیں اٹھاتے۔ بات نہایت نرمی اور آہستگی سے کرتے ہیں۔ جس وقت آپؐ وضو کرتے یا لعاب دہن پھینکتے ہیں تو صحابہؓ ایک دوسرے سے بڑھ کر اسے لے کر بطور برکت اور تبرک اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں۔ عروۃ نے جب صحابہؓ کی یہ یکجہتی اور عقیدت و محبت دیکھی تو واپس آکر قریش سے کہا کہ میں نے دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں اور سلاطین مثل قیصر روم' کسریٰ ایران اور نجاشی حبشہ کو دیکھا ہے۔ خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ محمدؐ سے زیادہ کسی کی تعظیم اور اطاعت ہوتی ہو۔ پھر کہا کہ تم لڑائی کا خیال دل سے نکال کر آپ کی اطاعت قبول کرلو۔ (تفسیر منہج الصادقین از علامہ کاشانی)

نمبر۹۔ پروفیسر فلپ ہٹی اپنی کتاب تاریخ عرب میں لکھتے ہیں کہ پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ جیسے عرب کی بنجر زمین جادو کے ذریعہ ہیروؤں کی نرسری میں تبدیل کردی گئی ہو۔ ایسے ہیرو جن کی مثل 'تعداد یا نوعیت میں کہیں اور پانا سخت مشکل ہے۔ (پیغمبر انقلاب ص۲۰')

مسیح کی دعوت صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی (عالم عیسائیت کے لئے ایک لمحہ فکریہ)

نمبر۱۔ قبل از ولادت پیش گوئی۔ جب مریم کے منگیتر یوسف نے مریم کو حاملہ پاکر چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ تو خواب میں ایک فرشتے نے اسے کہا۔ اے یوسف بن داؤد اپنی بیوی مریم کو اپنے ہاں لے آنے سے مت ڈر۔ کیونکہ وہ روح القدس سے حاملہ ہے۔ وہ بیٹا جنے گی اور تو اس کا نام یسوع رکھنا۔ کیونکہ وہی اپنے لوگوں (یہود) کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا۔ متی ۱/۱۹ تا ۲۱۔

نوٹ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسیح کسی مزعومہ موروثی گناہ کے کفارہ کے لئے نہیں بلکہ حسب سابق بنی اسرائیل کو ہر قسم کی اعتقادی اور عملی بدکاری سے نجات دینے کے لئے آیا۔

نمبر۲۔ کیونکہ نبی کی معرفت لکھا ہے کہ۔ اے بیت لحم یہودہ کے علاقے تو یہوداہ کی حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں کیونکہ تجھ سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا۔ متی ۲/۵'۶۔ معلوم ہوا کہ مسیح نے صرف بنی اسرائیل کی گلہ بانی کرنا ہے نہ کہ دوسری اقوام کی۔

نمبر۳۔ جیسے یوحنا کے متعلق ہے کہ وہ اس لئے آیا تاکہ اس کی امت کو نجات کا علم بخشے جو ان کو گناہوں کی معافی سے حاصل ہو۔ لوقا ۱/۷۷۔ گویا دونوں کا مشن ایک ہے۔

نمبر۴۔ مگر فرشتہ نے ان سے کہا ڈرو نہیں کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں۔ جو ساری امت کے واسطے ہوگی کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خداوند۔ لوقا ۲/۱۰'۱۱۔ گویا مسیح صرف یہود کی نجات کے لئے آیا تھا۔

نمبر۵۔ یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ متی ۵/۱۷۔ تورات صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ لہٰذا مسیح بھی صرف بنی اسرائیل ہی کے لئے آئے تھے۔ دوسروں کے لئے اس کے پاس کوئی نجات کا پیغام نہیں تھا۔

نمبر۶۔ ایک کنعانی عورت نے حاضر خدمت ہوکر پکار کر کہا کہ اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر۔ ایک بدروح میری بیٹی کو ستاتی ہے۔ مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ شاگردوں نے مسیح سے کہا کہ اسے رخصت کردے کیونکہ وہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ اس نے جواب دیا میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی (گمراہ) بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ عورت نے کہا اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب میں کہا کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں (غیر یہودی) کو ڈال دینی اچھی نہیں۔ متی ۱۵/۲۲ تا ۲۷۔ مرقس ۷/۲۴ تا ۲۸۔

نمبر۷۔ پاک چیز کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں پاؤں کے نیچے روندیں اور پلٹ کر تمہیں پھاڑیں۔ متی ۷/۶

نمبر۸۔ ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور انہیں حکم دے کر کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی بھیڑوں کے پاس جانا۔ متی ۱۰/۵'۶۔ معلوم ہوا کہ مسیحی پادریوں کو مسلمانوں کو عیسائیت کی تبلیغ کا "قطعاً" کوئی حق نہیں۔

نمبر۹۔ تم اسرائیل کے سب شہر نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آجائے گا۔ متی ۱۰/۲۳۔ پھر عالمی رسالت اور نجات کا کیا مطلب؟

نمبر۱۰۔ ایک مرتبہ پطرس حواری نے کہا کہ دیکھ ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے ہو لئے ہیں پس ہم کو کیا ملے گا۔ یسوع نے ان سے کہا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو۔ بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔ متی ۱۹/۲۷'۲۸۔ پطرس نے کہا اسی کو (یسوع کو) خدا نے مالک اور منجی ٹھہرا کر اپنے داہنے ہاتھ سے سربلند کیا تاکہ اسرائیل کو (نہ کہ سب کو) توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے (نہ کہ کسی مزعومہ موروثی گناہ کا کفارہ بنا کر) اعمال ۵/۳۱۔

باقی ص ۲۱ پر

ARFI JEWELLERS
عارفی جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY PH 6645236
ممتاز زیورات ۔ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

بزم ختم نبوت

رقیہ آرزو' کوئٹہ

اِسلام کا تصوّرِ حیات

دین اور دنیا کا چولی دامن کا ساتھ ہے' زندگی سے فرار بھی غیر فطری ہے

اسلام دین فطرت ہے اور تمام ادیان عالم میں اسلام ہی وہ دین ہے جسے خداوند کریم نے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ۔

"تحقیق" خدا کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہی ہے۔"

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ۔

"جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی خواہش کرے تو اس کا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں سخت گھاٹے میں رہے گا۔"

اسلام سے پہلے مختلف ادیان کے ماننے والوں یا کسی بھی دین کو نہ ماننے والے انسانوں نے زندگی کا جو تصور پیش کیا تھا وہ فطرت انسانی کے صریحاً" خلاف تھا۔ ایک گروہ رہبانیت اور ترک دنیا کی تعلیم دیتا تھا..... تو دوسرا گروہ عیش کوشی اور لذت پرستی کو۔

اس دنیا کے بارے میں مختلف لوگوں نے اپنی مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ جب اسلام آیا تو اس نے دنیا کے بارے میں ایسا تصور پیش کیا جو انسانی فطرت کے مطابق تھا۔ اسلام نے ایک ایسا طریقہ' ایسا راستہ تجویز کیا جو انسان کی تمام متضاد صلاحیتوں کے لئے سازگار فضا مہیا کرتا تھا۔

اسلام نے تمام نظریوں کے مابین میانہ روی کا راستہ اختیار کیا اور یہ تعلیم دی کہ دین اور دنیا کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ زندگی سے فرار بھی غیر فطری ہے اور لذت دنیاوی میں ڈوب کر دوسروں کی حق تلفی کرنا اور احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرنا بھی دینداری کے تقاضوں سے انحراف کے مترادف ہے۔ حقیقت دین سادھوؤں' راہبوں اور راہبوں کی پیروی نہیں بلکہ ان سب کے نظریوں کا درمیانہ راستہ ہے۔ جہاں انسان کی تمام متضاد صلاحیتوں کو نشوونما ملتی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے وہ انسان کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ چاند' سورج ہی نہیں بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی عملداری میں دے دیا گیا ہے۔ زمین' پہاڑ' دریا' پھل' پھول' چوپائے اور لعل و جواہرات سب اسی لئے ہیں کہ انسان ان سے فائدہ اٹھائے..... لیکن صرف ایک شرط ہے وہ یہ کہ ان کے استعمال پر چند پابندیاں لگا دی ہیں۔ جائز فائدہ اٹھانے کی عام اجازت ہے اور ناجائز ذرائع استعمال کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

دین اسلام مجموعہ ہے عقائد اور اعمال کا..... عقائد وہ جو عمل کا احساس پیدا کرنے والے ہوں اور اعمال وہ جو عقیدے کو جلا دینے والے ہوں..... عقائد وہ جو اصلاح کی دعوت دینے والے ہوں اور اعمال وہ جو اصلاح کے مقصد کی تکمیل کرنے والے ہوں۔

دنیا کے بارے میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ۔

"یہ دنیا عاشقان خدا کی عبادت کی جگہ ہے یہ ملائکہ کی دعا کا مقام ہے یہ وحی الٰہی کے نازل ہونے کا مقام ہے یہ عاشقان خدا کی تجارت کی منڈی ہے وہ اس دنیا میں خدا کی رحمت حاصل کرتے ہیں انہیں اسی دنیا میں جنت نفع میں ہاتھ آتی ہے۔"

اسلام کے تصور حیات میں فرض شناسی کو بڑی اہمیت حاصل ہے اگر ہم اس ایک لفظ کو وسعت دیں تو عقائد و اعمال کی پوری دنیا اس میں سموئی ہوئی نظر آئے گی۔ فرض شناسی جس میں مختلف قسم کے فرائض شامل ہیں..... عبادات' معاملات' معاشرت لاتعداد فرائض شامل ہیں جن کی انجام دہی کی تعلیم اسلام نے ہمیں دی ہے۔

اسلام نے انسان کا مقصد زندگی صرف یہ قرار نہیں دیا کہ وہ اپنے ہی آرام و آسائش کو پیش نظر رکھے یا ترک دنیا کر کے معاشرے کے لئے ایک عضو معطل بن کر رہ جائے..... بلکہ اسے اشرف المخلوقات قرار دے کر اسے ایک بہت بڑی ذمہ داری سونپی ہے۔

اسلام نے جو تصور حیات پیش کیا ہے اس میں اوامر و نواہی کو سرفہرست جگہ دی گئی ہے۔ "اوامر" وہ امور ہیں جن کی انجام دہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث بنتی ہے۔ قرآنی اصطلاح میں انہیں "امر بالمعروف" کہا گیا ہے..... "نواہی" نہی کی جمع ہے یعنی وہ امور جو اخلاق رذیلہ میں داخل ہوتے ہیں اور جن کو انجام دینا خدائے بزرگ و برتر کی غضب ناکی اور ناراضگی کا موجب ہوتی ہے۔

"اوامر" میں وہ تمام کام شامل ہیں جو انسان کی دینی اور دنیاوی فلاح و بہبود کا سبب بنتے ہیں۔ ان امور میں پہلا نمبر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا ہے..... حقوق اللہ یعنی وہ فرائض جن کا تعلق ذات خداوندی سے ہے مثلاً" عبادات' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' جہاد' تلاوت قرآن پاک' اللہ پر ایمان' انبیاء پر ایمان' انبیاء پر خدا کی طرف سے نازل شدہ کتابوں اور صحائف پر ایمان' قیامت پر ایمان' حشر و نشر اور جنت و دوزخ پر ایمان وغیرہ۔

اگر ان حقوق کی ادائیگی میں بندے سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو وہ غفور الرحیم ہے' خامیوں کو معاف کر سکتا ہے بشرطیکہ عقیدہ صحیح ہو۔ عمل میں کوتاہی کسی حد تک قابل معافی ہوگی..... ہاں اگر نہ خدا پر ایمان ہے' نہ انبیاء کرام پر' نہ کتب آسمانی پر' نہ جنت و دوزخ پر' نہ قیامت کے دن پر' تو یہ حقوق اللہ کسی طرح بھی قابل معافی نہیں' اوامر میں ان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

اوامر میں دوسرا درجہ حقوق العباد کا ہے۔ یہ حقوق کیا ہیں؟ مسلمانوں کے باہمی حقوق' والدین کے حقوق' اولاد کے حقوق' میاں بیوی کے حقوق' رشتہ داروں کے حقوق' ہمسایوں کے حقوق' مزدوروں کے حقوق وغیرہ۔

ہمارا سب سے پہلا اور بڑا فرض یہ ہے کہ فرقوں کے بچے گھروندے اور تعصبات کے ناپائیدار گھونسلے گرا کر

اسلام کا مضبوط محل تیار کریں۔ علاقائی اور گروہی لہروں کو دین کے سمندر میں جذب کردیں اور جس نے قرآن کے علاوہ کسی اور چیز سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کی وہ گمراہ ہوجاتا ہے۔ جو اپنے ظاہر و باطن کو قرآن کے سانچے میں ڈھالے وہ کامیاب و کامران رہتا ہے۔ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنا کر اپنی دنیاوی اور آخرت کی زندگی کو سنواریں۔

حق چار یارؓ

مرسلہ۔ عثمان علی لاکھانی

دنیائے صداقت میں ترا نام رہے گا
صدیقؓ ترے نام سے اسلام رہے گا
دنیائے عدالت میں ترا نام رہے گا
فاروقؓ ترے نام سے اسلام رہے گا
دنیائے سخاوت میں ترا نام رہے گا
عثمانؓ ترے نام سے اسلام رہے گا
دنیائے شجاعت میں ترا نام رہے گا
حیدرؓ ترے نام سے اسلام رہے گا

مرزائے قادیانی کی مکاری

از۔ قاری عبدالرحمان عزیزی'
مدرس زینب مسجد' لاہور

ہمارا گاؤں کھیوٹ بنھاز ضلع قصور ہے۔ یہاں پر ہمارے ہوش و حواس سنبھالنے سے پہلے کی بات ہے۔ ہمارے گاؤں میں ایک بہت خوب صورت کڑیل جوان نور الدین تھا جس کو ہماری مسجد کے امام جو کہ مرزائی قادیانی کا صابی تھا اس وقت چونکہ ان کے عقائد کا لوگوں کو علم نہیں تھا یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس وقت ہمارے گاؤں میں دو مسجدیں تھیں جن میں دونوں امام قادیانی تھے اب ایک مسجد ہم مسلمانوں کے پاس ہے اور دوسری مرزائیے میں تبدیل ہوچکی ہے۔ خیر بات کررہا تھا مرزے کی مکاری کی۔ وہاں امام نور الدین کو تبلیغ کرتا رہا۔ یہ اس کی تبلیغ سے مانوس ہوچکا تھا۔ ہمارے گاؤں سے تقریباً ۴ میل کے فاصلے پر برجکلاں گاؤں ہے وہاں پر میلہ تھا اور بھی ساتھی تھے واپسی پر ساتھیوں سے کہنے لگا کہ میں پیشاب کروں آپ لوگ چلیں۔ دوسرے ساتھی چل پڑے اور نور الدین گنڈا سنگھ والا کی طرف چل پڑا۔ گنڈا سنگھ سے ریل گاڑی کے ذریعہ فیروز پور سے قادیان بستی پہنچ گیا وہاں جاتے ہی پہلے ملاقات نور الدین کی حکیم نور الدین مرزائی سے ہوئی۔ حکیم نور الدین نے ہمارے نور الدین سے حالات پوچھے کہ کس نے تجھے تبلیغ کی؟ کہاں سے آیا؟ کس طرح آیا؟ سارے حالات بتادیئے پھر کہنے لگا کہ اچھا اب مرزا صاحب سے ملاقات کراتا ہوں۔ کافی چکر کاٹ کر گلیوں میں سے ہوتے ہوئے مرزے کے پاس پہنچے تو مرزے نے جاتے ہی استقبال کیا۔ نام لے کر بلایا اور پورے کے پورے حالات نور الدین کے سامنے رکھ دیئے کہ کیسے گھر سے آئے اور کیسے دوسرے ساتھیوں سے علیحدہ ہوئے مرزے کی باتیں سن کر سمجھا کہ واقعی یہ تو بڑی کامل ہستی ہے جس نے سب کچھ بتلا دیا۔ خیر نور الدین سوچ میں پڑ گیا۔ حقیقت سے تیسرے دن پردہ اٹھا جب اللہ کسی کو ہدایت کا راستہ دکھادے۔ مرزے کی مکاری یہ تھی کہ مرزائیے کے اندر محراب کے ساتھ الماری تھی اور حکیم نور الدین کا دوا خانہ بھی وہی الماری تھی۔ الماری میں صرف کپڑے کا پردہ تھا اور کوئی چیز درمیان میں حائل نہیں تھی۔ دوسری طرف مرزا لعنتی بیٹھتا تھا ادھر سے نور الدین مرزائی ہر آنے والے سے سوال جواب کرتا۔ جب مرزے سے ملتے وہ ساری باتیں سنادیتا۔ یہ مکاری جب نور الدین کی سمجھ میں آئی تو قادیان کو خیرباد کہہ کر واپس پیدل چل پڑا تقریباً آٹھ دس دن کا پیدل سفر کرکے جب گاؤں میں اپنے چاچا یعنی کھوہ پر پہنچا تو برا حال تھا جوان کا تھوڑی دیر کے بعد اس امام کو جس کا نام اسحاق تھا کو پتہ چلا کہ نور الدین زنگی آگیا ہے۔ وہ حالات لینے کے لئے بے تابانہ آیا۔ یہاں نور کی چمک کی بات بھی آئی۔ امام اسحاق مرزائی صابی آکر ملنے کے بعد قادیان کے حالات پوچھنے لگا۔ وہ یعنی نور الدین زنگی بتاتے رہے۔ مرزا کا صابی کہنے لگا کیوں بھئی نور الدین پھر نور کی چمک دمک بھی دیکھی کیسا نور برستا ہے مرزا صاحب پر۔ نور الدین زنگی کا جواب میاں جی یہ بتاؤ کہ نور کالا ہوتا ہے یا کہ سفید۔ میاں جی تو خاموش ہوگئے۔ نور الدین زنگی نے کہا کہ اگر نور ہوتا ہے سفید پھر تو وہاں کچھ بھی نہیں اور اگر نور ہوتا ہے کالا تو پھر کالی گھٹائیں جھوم جھوم کر مرزا کو چھو رہی ہیں اس کے بعد پھر ایک منٹ بھی امام کھڑا نہیں ہوا۔ نور الدین زنگی کو اللہ پاک نے حج کی سعادت بھی بخشی پھر حاجی نور الدین کے نام سے مشہور ہوا۔ مرزے کا حکیم نور الدین مرزائی۔ ہمارا حاجی نور الدین زنگی مرحوم و مغفور۔

وسط ایشیا کا ملک تاجکستان

مجاہدین اسلام کی جدوجہد

از۔ المظفر

تاجکستان کی آزادی کا اعلان ۱۹۹۱ء میں سوویت روس کے خاتمے کے بعد ہوا۔ دیگر مسلم ممالک کی طرح تاجکستان نے بھی مصلحت وقت کے تحت نو آزاد ممالک کی دولت مشترکہ میں شمولیت اختیار کرلی۔ آزادی کے فوراً بعد دیگر تمام ملکوں کی طرح یہاں بھی سابق اشتراکیوں کی ہی حکومت قائم ہوئی لیکن ملک کے اندر اشتراکی آمریت کے زمانے

خانقاہ سراجیہ شریف کندیاں کا نیا ٹیلی فون نمبر

تمام جماعتی دوستوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ٹیلی فون نمبر تبدیل ہوگیا ہے۔ جماعت احباب' حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ کے متوسلین اور خانقاہ سراجیہ شریف سے وابستہ حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پر رابطہ قائم کریں۔ 31604

(محمد خان' مرکزی دفتر ملتان)

بعد اسلام پسند مجاہد ابھر کر سامنے آگئے اور انہوں نے سابق اشتراکیوں کی مادہ پرست پالیسیوں کی مخالفت کی۔ نیز اسلامی حکومت کے قیام کا مطالبہ کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ بات تاجکستان کے حکمرانوں اور ان کے روسی سرپرستوں کو پسند نہیں آسکتی تھی اس لئے مجاہدین اسلام کو مسلح جدوجہد کا راستہ اپنانا پڑا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔

تاجکستان میں اکثریت تاجک نسل کے لوگوں کی ہی ہے۔ لیکن خاصی تعداد میں ازبک بھی آباد ہیں اور اس طرح ہمسایہ ملک ازبکستان میں خاصی تعداد میں تاجک بھی آباد ہیں اس کے علاوہ دیگر نو آزاد ممالک کی طرح تاجکستان میں بھی روسی بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ اسی لئے روس کو آج بھی یہاں کے حالات سے دلچسپی ہے۔

تاجکستان کی خانہ جنگی کم و بیش گزشتہ ایک برس سے جاری ہے یہ جنگ سابق اشتراکیوں اور اسلام پسندوں کے مابین ہے۔ تحریک اسلامی سے وابستہ مجاہدین کو مختلف مسلم ممالک سے مدد مل رہی ہے۔ لیکن انہیں اصل اور عملی مدد افغان مجاہدین کی جانب سے حاصل ہو رہی ہے۔

دراصل تاجکستان کی سرحد سے صرف پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع افغانستانی شہر تالوقان میں ہی تاجکستان کی احیاء اسلام پارٹی کا صدر دفتر ہے اور اس شہر میں افغان مجاہدین تاجک مجاہدین کو عسکری تربیت دیتے ہیں۔ یہاں سے تربیت پا کر یہ مجاہدین تاجکستان کی راجدھانی دوشنبے اور دیگر شہروں میں جاتے ہیں اور وہاں جا کر سابق اشتراکیوں کے خلاف نبرد آزمائی کرتے ہیں۔

گزشتہ برسوں میں افغانستان کے سرحدی شہر تالوقان کی بڑی عسکری و سیاسی اہمیت رہی ہے کیونکہ افغانستان کی تحریک آزادی کے ممتاز مجاہد احمد شاہ مسعود کی سرگرمیوں کا مرکزی شہر تھا۔ شیخ بشیر کے شیر کہلانے والے احمد شاہ مسعود نے یہیں مستقر بنا کر افغانستان کی اشتراکی حکومت کے خلاف اپنا جہاد جاری رکھا تھا۔ دراصل احمد شاہ مسعود بھی نسلاً" تاجک ہی ہیں اس لئے انہیں خاص طور پر تاجکستان کے حالات سے دلچسپی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ کابل کی طرح دوشنبے میں بھی مکمل اور طاقتور اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آجائے۔

ایک جانب تاجک مسلم مجاہدین کو عرب ممالک سے مالی امداد اور افغانستان سے عسکری امداد مل رہی ہے تو اس کے ردعمل میں تاجکستان کے سابق اشتراکیوں کو روس اور ازبکستان کی حکومتیں مسلسل اسلحہ دے رہی ہیں اور پوری طرح ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق روس نے دوشنبہ حکومت کو جنگی جہاز تک دیئے ہیں۔ حالات کا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ تاجکستان کی حکومت ابھی تک نہ صرف قائم ہے بلکہ گزشتہ دسمبر کے بعد سے اس کو قدرے استحکام بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ تحریک اسلامی کے مجاہدین کی جدوجہد جاری ہے لیکن اپنا مقصد حاصل کرنے میں انہیں ابھی خاصا وقت لگے گا۔

ایک برس کی خانہ جنگی نے تاجکستان کو تباہ کردیا ہے۔ خبروں کے مطابق اس خانہ جنگی میں ہزاروں تاجک ہلاک ہوچکے ہیں اور تقریباً" ساڑھے تین لاکھ تباہ ہو کر اپنا وطن چھوڑ کر خانماں برباد ہونے پر مجبور ہوئے ہیں۔ ان میں سے ساٹھ ہزار صرف افغانستان میں ہیں۔

گلبدین حکمت یار کی جماعت حزب اسلامی کے لیڈر محمد زمان کا کہنا ہے کہ وہ ابھی تک ایک ہزار مجاہدوں کو تربیت دے کر تاجکستان روانہ کرچکے ہیں اور دیگر مجاہدین کی تربیت جاری ہے۔ اسی طرح احمد شاہ مسعود کی جانب سے تاجکوں کو وردی' اسلحہ اور مالی امداد تک فراہم کی جاتی ہے۔ انہوں نے تاجک مجاہدین کی تربیت کے لئے دو ایکڑ زمین پر ایک باقاعدہ کیمپ قائم کیا ہے جہاں ہزاروں تاجک نوجوان جہاد کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ تاجک مسلمانوں کی تحریک آزادی جاری ہے۔ انہیں کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں لیکن منزل ابھی دور ہے اور یہ جدوجہد قربانی مانگتی ہے۔

تحریر۔ حمزہ موعد

بوسنیا ماضی اور حال کے آئینے میں

مسلمان ان مشکل ترین حالات میں اپنے دین کو بچانے کی کوششوں میں مصروف ہیں

بوسنیا ہرز گیوینا دراصل یوگو سلاویہ کا شیرازہ منتشر ہونے کے بعد ایک آزاد ریاست کی حیثیت میں معرض وجود میں آئی۔ یہ کوئی نئی ریاست نہیں بلکہ مرکزی یورپ کا وہ علاقہ ہے جہاں مسلمان بارہویں صدی سے موجود ہے۔ جہاں چودھویں صدی کے آخر ۱۳۶۳ء میں عثمانیہ فوجوں نے پہلی بڑی فتح حاصل کی تھی اور عثمانی پرچم لہرایا تھا۔ پھر سولہویں صدی کے وسط تک پورا مرکزی یورپ اور مشرقی یورپ حتیٰ کہ روس کا نصف سے زیادہ علاقہ دولت عثمانیہ کا حصہ ہوگیا۔ یہ بوسنیا اس وقت بھی ایک مثالی ریاست تھی۔ ساڑھے تین سو سال تک علم، سیاست، تعلیم، سائنس و ٹیکنالوجی اور فوجی قوت کے میدانوں میں اس کا جھنڈا لہراتا رہا ہے۔ اس علاقہ سے دولت عثمانیہ میں ستر (۷۰) سال کے عرصہ میں نو وزرائے اعظم ہوئے۔

یہ علاقہ مسلمانوں کے فن تعمیر کا بہترین نمونہ تھا۔ مسجدیں، تعلیم گاہیں، ریسرچ کے ادارے حتیٰ کہ مکانات غرض ہر جگہ مسلمانوں کی چھاپ نظر آتی ہے۔ انیسویں صدی کے آخر میں دولت عثمانیہ کمزور ہوگئی اور اس کے قبضے سے بہت سے ممالک نکل گئے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب یورپ کی ایک عیسائی قوت آسٹرین ہنگری ریاست کو برلن معاہدے کے تحت بوسنیا کا پورا علاقہ قرار دے دیا گیا تھا۔ یہ مسلمانوں کے لئے پہلی شکست تھی۔ اس وقت لاکھوں مسلمان شہید ہوئے اور بوسنیا کے ۴۰،۵۰ لاکھ افراد ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ پوری صدی وہ قربانی دیتے رہے اور جدوجہد کرتے رہے۔ ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۸ء تک دس سال بلقان کی جنگیں ہوتی رہیں اور برصغیر کے مسلمان نہ صرف بے چین اور بے تاب تھے بلکہ وہ اس میں شریک بھی ہوئے تھے۔ خلافت کی تحریک نے برصغیر میں ایک ہلچل مچادی اور اس ہلچل کے پیدا کرنے میں بلقان کے کشت و خون کا اور جو مظالم مسلمانوں پر ہو رہے تھے بڑا دخل تھا۔

یہ ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۸ء تک کی بات ہے۔ پھر دوسری عالمی جنگ کے دوران بھی مسلمانوں کا خون بہا۔ لیکن اس پورے زمانے میں مسلمان قربانیاں دیتے رہے، فسادات ہوتی رہیں اور دریاؤں کے رنگ خون سے سرخ ہوتے رہے لیکن وہ اپنے مسلک پر ڈٹے رہے اور کبھی اپنا تشخص نہ کھویا۔ زیادہ پرانی بات نہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جنرل ٹیٹو کے زمانے میں بتیس (۳۲) مسلمان علماء کو پھانسی دی گئی۔ آج کے بوسنیا کے صدر عالی جاہ عزت بیگ ٹیٹو کے زمانہ میں چودہ سال جیل میں رہے۔ یہ سب مسلمانوں نے برداشت کیا۔ آج جب یوگوسلاویہ کا نقشہ بدلا تو اس کے نتیجے میں چھ آزاد ریاستیں وجود میں آگئیں۔ ان میں وہاں پہلے سے موجود بوسنیا ہرزگیوینا بھی شامل تھی۔ یہ ریاست پہلے یوگوسلاویہ کی فیڈریشن کا حصہ تھی۔ صدر عالی جاہ عزت بیگ جو وہاں کی ڈیمو کریٹک الائنس کے سربراہ ہیں وہ باقاعدہ انتخاب کے ذریعے منتخب ہوئے۔ ووٹ کی قوت سے اس ریاست کے صدر بنے اور پھر بوسنیا اور ہرزگیوینا نے ریفرنڈم کے ذریعے اپنی آزادی کا اعلان کردیا۔ جسے سب سے پہلے جرمنی، یورپ، امریکہ، اقوام متحدہ اور مسلمان ملکوں نے مل کر تسلیم کیا۔ اس طرح یہ آزاد مملکت جس میں تقریباً ۳۶ فیصد آبادی مسلمان ہے قائم ہوئی۔

اگر مسلمانوں نے دوسروں کے ساتھ مل کر اپنی آزاد جمہوری ریاست بنانے کا اظہار کیا تو یہ ایک ایسا جرم ہے کہ اس کی سزا ان کو اس شکل میں دی جارہی ہے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ سرب اور آرتھوڈوکس کو رشین فیڈریشن اور یونان کی تائید حاصل ہے اور پوری رومن کیتھولک دنیا ان کی تائید کررہی ہے لیکن مسلمان مظلوم ہیں۔ وہ سارے اصول و ضابطے اور قاعدے جنہیں اقوام متحدہ کے چارٹر پر لکھا گیا ہے اور جن کا نام لے کر دنیا میں نئے نظام کی باتیں کی جاتی ہیں ان سب کو یکسر نظرانداز کیا جارہا ہے۔

مسلمانوں کو ان کے بنیادی حقوق سے صرف اور صرف اس لئے محروم رکھا جارہا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ یوگوسلاویہ کی فوج یورپ کی چوتھی بڑی فوج تھی اور اس کے اندر ۹۰ فیصد سرب تھے۔ مسلمان فوج نہ ہونے کے برابر تھی۔ صرف ملیشیاء اور پولیس میں مسلمان تھے۔ خود بوسنیا کے علاقے میں بوسنین اور سرب کے پاس جو فوجی قوت ہے اس کا تناسب ایک اور ایک ہزار کا بھی نہیں۔

ان کے پاس ہوائی جہاز، گن شپس، ٹینک، راکٹ میزائل اور ہیوی آرٹلری ہے اور مسلمان ان کا مقابلہ بارہ اور بور کی گن اور کلاشنکوف سے کرنے پر مجبور ہیں۔ Ethnic cleansing کے نام پر دراصل مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کررہے ہیں۔ جہاں تک نسل، رنگ، خون، چہرے کے خدوخال کا تعلق ہے۔ بوسنیا کا مسلمان اور سرب اور کروٹ سب بالکل ایک ہیں۔ ان کو یہ بڑا قلق ہے کہ یہ گوری چمڑی والے مسلمان کیوں ہیں۔ ان سب کا نسلی آغاز بطور سلاف ہی ہوا۔ جن سے یہ سب بنے لیکن سرب لئے جاتے ہیں کہ وہ یونانی آرتھوڈوکس چرچ تھے اور کروٹ، کروٹ اس لئے سمجھے جاتے ہیں کہ وہ رومن کیتھولک ہیں اور مسلمان، مسلمان اس لئے کہلاتے ہیں کہ وہ اللہ کو ایک مانتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں۔ مسئلہ صرف۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کا ہے۔ مسلمان ان مشکل ترین حالات میں اپنے دین کو بچانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ وہیں آبادی کا بڑا حصہ یورپی اقدار، یورپی طرز زندگی، یورپی بود و باش میں رنگ گیا۔ ان کا لباس ان کا کھانا حتیٰ کہ حلال و حرام کی تمیز بھی عام لوگوں میں نہ رہی لیکن ان سب کے باوجود انہوں نے ایک چیز کی حفاظت کی اور وہ یہ کہ انہوں نے اپنی قومیت اور اسلامی شناخت نہ چھوڑی۔ اس کی انہیں سزا دی جارہی ہے۔ سربیا کے علاقے کے مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ بسنیا پر حملہ کیا گیا اور اس کے ۷۰ فیصد علاقے پر قبضہ کیا جاچکا ہے۔ شہر کے شہر تاراج کردیئے گئے۔ پچاس ہزار سے لے کر ایک لاکھ تک افراد شہید کردیئے گئے اور

ان میں سے تیس ہزار وہ ہیں کہ جنہیں اجتماعی طور پر مارا گیا۔

ایک ایک شہر میں ایک ایک دن میں ایک ایک حملہ میں دو دو ہزار، تین تین ہزار افراد کو شہید کر دیا گیا۔ قصبوں کا محاصرہ کر لیا جاتا ہے اور اس کے بعد عورتوں اور بچوں کو الگ کر دیا جاتا ہے تمام مردوں کو کیمپوں میں لے جایا گیا ہے اس وقت بھی ۵۰ ایسے Concentration کیمپ موجود ہیں جن میں ایک لاکھ تیس ہزار افراد ہیں۔ ان روح فرسا واقعات کی معلومات اقوام متحدہ اور امریکہ کے پاس خلائی تصاویر اور اخباری اطلاعات کے ذریعہ آج نہیں بلکہ مئی ۱۹۹۲ء سے موجود ہیں لیکن ان کو اس عذاب سے نکالنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ ریڈ کراس کمیٹی اور یو این او کے نمائندے بھی وہاں نہیں جا سکتے۔ انسانی حرمتوں کی بے دردانہ تضحیک کے ساتھ ساتھ علمی خزانوں کو جس طرح تاراج کیا گیا اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

سراجیوو کا انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک ریسرچ جس میں سترہ ہزار مخطوطات تھے جو مسلمانوں کی ۵۰۰ سال کی تاریخ کا نچوڑ تھے سب کو آگ لگا دی گئی۔ سراجیوو یونیورسٹی جس میں پندرہ لاکھ کتابیں اور رسالے موجود تھے تباہ کر دی گئی۔

آج اگر عالم اسلام بوسنیا میں مظلوم بھائیوں کی مدد بھی کرنا چاہتا ہے تو ان کی راہ میں اقوام متحدہ کی جانب سے ظالم اور مظلوم پر مساوی طور لگائی ہوئی وہ پابندیاں حائل ہیں کہ جو اس نے اسلحہ کے فراہمی کے ضمن میں عائد کر رکھی ہیں۔ جہاں تک ظالم (سربیا) کا تعلق ہے اس کے پاس اسلحہ کا انبار ہے۔ روس اور یونان کی طرف سے انہیں برابر اسلحے کی سپلائی جاری ہے جبکہ بوسنیا کے مسلمانوں کے پاس نہ اسلحہ ہے اور نہ گولا بارود۔

مسلمانوں کے خلاف یہ پابندیاں دراصل خود اقوام متحدہ کے چارٹر کے خلاف ہیں۔ اس لئے کہ یو این او کا چارٹر کہتا ہے کہ اگر اقوام متحدہ کے کسی ملک پر حملہ کیا جائے تو یہ اس کا انفرادی اور اجتماعی حق ہے کہ وہ اپنا دفاع کرے اور اس دفاع میں دوسروں سے مدد لے حتی کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اس علاقہ میں امن کے قیام کے لئے اقدامات کرے لیکن بوسنیائی مسلمانوں کو اس حق سے محروم کیا جا رہا ہے۔

آج اسلحہ کی سپلائی کی بوسنیا کے مجاہدین کو ضرورت ہے۔ مغربی اور مسلمان اقوام پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ حق و انصاف کی خاطر مداخلت کریں اور ظالم کے ہاتھ کو روک دیں۔ بوسنیا کے مظلوم عوام سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ اصول ہے کہ قوت اور جبر کے ذریعے سے کسی آزاد ملک کی سرحدوں کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا اور اس کا سہارا لے کر پوری خلیج کی جنگ لڑی گئی تو کیا بوسنیا آزاد مملکت نہیں ہے؟ کیا اس کی سرحدیں محترم نہیں؟ کیا اسے یو این او اور دیگر ممالک نے تسلیم نہیں کیا؟

لیکن چونکہ وہاں تیل نہیں ہے اور چونکہ یورپ کو وہاں مسلمانوں کی آزاد مملکت کا قیام گوارہ نہیں ہے اس لئے ان کی زمین کے حصے بخرے کئے جا رہے ہیں اور ان کی آبادیوں کو تہ تیغ کیا جا رہا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق صرف پچھلے سات مہینوں میں ۱۹ لاکھ سے ۱۸ لاکھ افراد بے گھر ہوئے ہیں جن میں آدھے سے زیادہ وہ ہیں جو بوسنیا کو چھوڑ کر آس پاس کے ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔

ان حالات میں آج کی مسلمان قیادتوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کے مفاد سے غافل ہو کر جس طرح امریکہ اور مغربی اقوام کے عزائم اور چالوں کو پورا کرنے میں شعوری اور غیر شعوری طور پر آلہ کار بنی ہوئی ہیں وہ اس عذاب سے نکلیں اور اگر وہ نکلنے کے لئے تیار نہیں تو پھر ان کو بدلنا ہوگا کیونکہ وقت کے تقاضی کا فیصلہ ہے کہ

Cahnge or Be Changed.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آخری زمانے میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کریں گے وہ لوگوں پر اپنی درویشی و مسکینی ظاہر کرنے اور ان کو متاثر کرنے کے لئے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے۔ ان کی زبانیں شکرے سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگر ان کے سینہ میں بھیڑیوں کے دل ہوں گے (ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکہ کھا رہے ہیں یا مجھ سے نڈر ہو کر میرے مقابلے میں جرات کر رہے ہیں۔ پس مجھے قسم ہے کہ میں ان مکاروں پر انہیں میں سے ایسا فتنہ پیدا کروں گا کہ جو ان میں کے عقل مندوں اور داناؤں کو بھی حیران بنا کر چھوڑے گا۔) (ترمذی)

تحریکِ ختم نبوت 1974

ترتیب و تدوین

مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت 1953ء تا 1974ء ○ قادیانی احتساب کی سرگزشت ○ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام اور مسلم لیگی حکومت کا عتاب ○ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سہروردی کے نام خط ○ ظفر اللہ خان قادیانی کی بین الاقوامی دشمن کے پرانے شہر کی دلچسپ داستان ○ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بزرگوں کو بشارتیں ○ قادیانیوں کا خلیفہ ربوہ کے مظالم کے خلاف احتجاج اور بغاوت ○ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس ○ مسیح موعود بننے کا پاکستانی امیدوار ○ اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ اسمبلی میں مولانا غلام غوث ہزاروی کے دلچسپ سوالات ○ مظفر مرزا ایک قومی غدار ○ "ایک غلطی کا ازالہ" کی ضبطی ○ لاہور قادیان پر کام کرنے والے مجاہد علماء کرام ○ اقبال اور قادیانیت ○ پنجاب یونیورسٹی اور قادیانیت ○ قادیانی جماعت کا بجٹ ○ فرقان فورس کیا ہے؟ ○ خلیفہ ربوہ کی مشکوک سرگرمیاں ○ قادیانیوں کی اشتعال انگیزیاں ○ اسرائیل میں مرزائی مشن ○ ربوہ کا سالانہ جلسہ ○ ہفت روزہ "چٹان" کی ضبطی ○ مولانا عبید اللہ انور کی گرفتاری ○ بھٹو اور مرزا ناصر ○ فوج کا ہیڈ کوارٹر ربوہ - ؟ ○ تبلیغ اسلام کے لیے قادیانیوں کا تقرر ○ ایم ایم احمد قادیانی قائم مقام صدر پاکستان ○ چینی سفیر ربوہ میں ○ مرزائی لندن جا پہنچا ○ مرزائی گھوڑے ○ رفیق باجوہ پر قاتلانہ حملہ ○ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان اور قادیانی ○ محکمہ تعلیم اور قادیانی ○ قادیانی خلیفہ کو پاکستان ایئر فورس کی سلامی ○ بھٹو کے خلاف مرزائی سازشیں ○ ضلع اٹک میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ مولانا شمس الدین کی شہادت ○ ربوہ علاقہ غیر ○ مرزائی سلطنت کے خواب ○ پاک فوج میں قادیانی سازشیں ○ براڈ کاسٹنگ ان دی ربوہ ○ ربوہ سازشوں کا مرکز ○ اسمبلی میں چودھری ظہور الٰہی کا انکشاف ○ صدر پاکستان اور قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد ○ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ○ "پاکستان قائم نہیں رہے گا" مرزا ناصر احمد کی دھمکی ○ سانحہ ربوہ 1974ء ○ قادیانی غنڈوں کا مسلمان طلبہ پر وحشیانہ ظلم و ستم ○ حنیف رامے کی بدترین مرزائیت نوازی ○ قادیانی عورتوں کی حقیقت ○ قادیانی جنت و دوزخ ○ مرزا ناصر کے اندرون خانہ راز دار کا قتل ○ ٹوربازی ربوہ میں ○ لیبیا کا ایٹمی پلانٹ اور قادیانی ○ "شیزان" قادیانیوں کی فیکٹری ○ ملک قاسم مجید نظامی "آغا شورش کاشمیری کے عدالت میں اطمینان بخش بیانات" ○ مرزا ناصر احمد عدالت کے کٹہرے میں ○ خلیفہ ربوہ کی لاہوری گروپ سے لاتعلقی ○ سانحہ ربوہ کے سلسلہ میں جسٹس صمدانی ٹریبونل کی لمحہ بہ لمحہ کارروائی "مکمل اور منظر عام پر"

○ کمپیوٹر کتابت عمدہ کاغذ ○ اعلیٰ طباعت ○ چار رنگا خوبصورت ٹائٹل ○ مضبوط جلد ○ صفحات 1224 ○ قیمت 200 روپے

○ جماعتی کارکنوں کے لیے قیمت صرف 120 روپے ○ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے ○ وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

ایک ایسی تاریخی دستاویز جس کا مدتوں انتظار تھا
پڑھئے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے آگے بڑھئے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون: 40978

الرسل۔ محمد اکرم الریاض

انگریزوں کی پنیری

مولوی نور الدین، مرزا غلام قادیانی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انگریزوں کے ہر فیصلے پر سر تسلیم خم کرتا رہا

انگریز بہادر نے برصغیر پر اپنی حکمرانی کی طنابیں مضبوطی سے قائم رکھنے کے لئے ہندوستان کی قوموں میں "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی اختیار کی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مسلمانوں میں نئے نئے فتنے کھڑے کئے۔ ان فتنوں میں مرزائیت کا خود ساختہ مذہب بھی انگریزوں کی ایک گھٹیا سازش تھی۔ جس کا مقصد مسلمانوں کی قوت کو منتشر اور پارہ پارہ کرنا تھا۔ قادیانی خاندان کی بنیاد کچھ اس طرح پڑی تھی کہ ۱۵۳۰ء میں بابر کے عہد میں ہادی بیگ، سمرقند سے نقل مکانی کر کے گورداسپور میں رہائش پذیر ہوگئے۔ ہادی بیگ باعلم آدمی تھے۔ وہ اپنی قابلیت کے بل بوتے پر قاضی اور مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز ہوگئے اور قادیان کے علاقے میں ان کا سکہ چلنے لگا۔ ان کے بعد ان کا خاندان نسل در نسل علاقے میں عزت و تکریم کا حامل ٹھہرتا رہا۔ انیسویں صدی کے شروع میں سکھوں نے اس خاندان سے جائیداد چھین لی تو یہ سکھ حکومت کے کاسہ لیس بن گئے۔ نونہال سنگھ اور شیر سنگھ کے عہد میں غلام مرتضیٰ نے ان کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ صوبہ سرحد کے غیور پٹھانوں نے سکھوں کو ٹکنے نہ دیا تو ان حریت پسندوں کے خلاف جنگی کارروائیوں میں غلام مرتضیٰ نے سرگرم حصہ لیا۔ مرزا غلام محی الدین نے بھی بھائی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سکھوں کے شانہ بشانہ مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے۔ جب بھائی مہاراج سنگھ نے دیوان ساون مل کی مدد کے لئے ملتان کی طرف مارچ کیا تو غلام محی الدین نے دوسرے جاگیرداروں کے ساتھ مل کر حریت پسندوں کے خلاف سکھوں کی معاونت کی۔

ان خدمات کے عوض سکھوں نے غلام محی الدین اور اس کے خاندان کو جاگیروں سے مالا مال کر دیا۔ قادیان میں وسیع جاگیر کے حقوق ملکیت دیئے گئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس خاندان کا ریکارڈ سکھوں کے تعاون سے زیادہ روشن اور بھاری تھا۔ غلام مرتضیٰ نے سینکڑوں آدمی اور اپنا بیٹا غلام قادر حریت پسندوں کی سرکوبی کے لئے نکلسن کے حوالے کئے جنہوں نے مسلمانوں کے خون سے ہاتھ رنگے اور انہیں گرفتار کر کے اذیت ناک سزائیں دلوائیں۔ اس غداری کے صلے میں جنرل نکلسن نے غلام قادر کو تعریفی سرٹیفکیٹ عنایت کئے۔ غلام مرتضیٰ کے بھتیجے انعام الدین، جو غلام محی الدین کے بیٹے تھے، رسالدار کی حیثیت سے برطانوی فوج میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ خاص طور پر محاصرہ دہلی کے دوران وفاداری کے ثبوت میں انہوں نے درجنوں بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ قادیان فیملی نے اپنے ضلع میں وفاداری کے حوالے سے کسی اور خاندان کو نمایاں نہ ہونے دیا۔ ان کی دی ہوئی اطلاعات گورداسپور کے ضلع میں حریت پسندوں کو کچلنے کے لئے بے حد معاون ثابت ہوئیں۔

مرزا غلام مرتضیٰ ۱۸۷۶ء میں فوت ہوگیا تو اس کا بیٹا غلام قادر خاندان کا سربراہ بنا۔ اس نے مقامی انتظامیہ سے تعاون کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ وہ کچھ عرصہ گورداسپور ڈسٹرکٹ آفس میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدے پر بھی کام کرتا رہا۔ اس کا بیٹا لڑکپن ہی میں فوت ہوگیا تو اس نے اپنے بھتیجے اور مرزا غلام احمد کے بیٹے سلطان احمد کو متبنیٰ بنا لیا۔ سلطان احمد نے نائب تحصیلدار کے عہدے سے اپنے کیریئر کا آغاز کیا اور ترقی پاتے پاتے وہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنا۔ وہ قادیان کا نمبردار بھی تھا۔ انگریز بہادر نے انہیں خان بہادر کے خطاب کے علاوہ منٹگمری (حال ساہیوال) میں ۵ مربع زمین بھی دی۔ اس کی موت ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ اس کی موت کے بعد اس کے بڑے بیٹے مرزا عزیز کو اسسٹنٹ کمشنر بنا دیا گیا۔

مرزا غلام قادر کا بھائی مرزا غلام احمد قادیانی جو انگریز فتنہ "احمدی تحریک" کا بانی تھا۔ ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوا۔ اس نے اعلیٰ انگریزی تعلیم حاصل کی اور ۱۸۸۹ء میں پہلے مجدد اور پھر مسیح موعود اور (نعوذ باللہ) نبی ہونے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ماننے والوں کی ایک فوج تیار کی اور اس خود ساختہ مذہب کی تحریک انگریزوں کی بیساکھیوں اور مفادات کے سہارے چلتی رہی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے فارسی، عربی اور اردو میں کئی کتابیں لکھیں جن کا مقصد مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ٹھنڈا کرنا تھا جو انگریزوں کے خلاف برصغیر کے مسلمانوں میں ابل رہا تھا۔ جب مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے فریب کو سمجھ لیا اور مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اس کی جانی دشمن ہوگئی تو انگریز نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی۔ اس جھوٹے نبی نے زندگی کی آخری سانس تک انگریزوں کی طرفداری کی۔

غلام احمد کے بعد مولوی نور الدین کو احمدیہ تحریک کا سربراہ نامزد کیا گیا۔ وہ بہت بڑا طبیب تھا۔ وہ کئی برسوں تک مہاراجہ کشمیر کی خدمات بھی سرانجام دیتا رہا اور مرزا غلام احمد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انگریزوں کے ہر فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرتا رہا۔ مولوی نور الدین کے بعد مرزا بشیر الدین جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا تھا، احمدی تحریک کا خلیفہ نامزد ہوا۔ مرزا بشیر الدین کی قیادت میں احمدی تحریک نے بہت زور پکڑا اور تنظیمی حوالے سے ہندوستان کی ایک قوت بن گئی۔ انگریزوں کے خلاف عدم تعاون کی تحریک شروع ہوئی تو مرزا بشیر الدین نے بھرپور رسائی امداد دی اور ان کے مینیجر انگریزوں کو ضروری معلومات فراہم کرتے رہے۔ ۱۹۴۷ء تک پنجاب میں آنے والے تین گورنروں اور تین وائسرائوں نے مرزائی خاندان کی وفاداری اور ان کے عملی تعاون کی تحریری تعریف کی جو ریکارڈ میں محفوظ رہے۔ انہی خدمات کے صلے میں انہیں ۱۵۰۰ ایکڑ اونے پونے اور ۲۵۰۰ ایکڑ تعلق داری میں دیئے گئے۔ علاوہ ازیں انہیں ضلع منٹگمری میں ۱۵ مربع اور ۵ ہزار ایکڑ سندھ میں دیئے گئے۔ یہ سب انعامات مسلمان قوم کو گمراہ کرنے کے صلے میں سرکار برطانیہ کا تحفہ تھے۔

آخر کار مرزائی تحریک میں بغاوت پھوٹ پڑی۔ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی نے بشیر الدین محمود احمد خلیفہ

ثانی کے خلاف بغاوت کرکے "لاہوری پارٹی" کی بنیاد رکھی جو مرزا غلام احمد کے احکام کی اطاعت تو کرتی ہے لیکن وہ انہیں نبی کے بجائے صرف مجدد مانتی ہے۔ تاہم مسلمانوں کے عناد میں دونوں جماعتیں یکساں ہیں۔ اکابر دیوبند میں سے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا محمد یعقوبؒ نے عالمی سطح پر فتنہ مرزائیت کا مقابلہ کیا۔ ۱۹۳۴ء کے بعد قادیانیوں کو احرار کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے قادیان میں احرار کانفرنس منعقد کرکے اس عظیم جدوجہد کا آغاز کیا۔

۱۹۳۱ء میں قادیانی جماعت نے مسلمانوں کی سیاسی قیادت حاصل کرنے کا ایک نیا منصوبہ بنایا۔ ڈوگرہ مہاراجہ نے کشمیر کے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے تھے ان کا کوئی موثر جواب مسلمانوں کی طرف سے نہیں دیا جا رہا تھا۔ چنانچہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو مرزا بشیر الدین محمود نے بعض مسلمان اکابر کو جمع کرکے آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی جس کا سربراہ وہ خود تھا۔ اس میں علامہ اقبال بھی شامل تھے۔ جلد ہی علامہ اقبال اور ان کے احباب نے محسوس کرلیا کہ انگریزوں کے پٹھو مسلمانوں کی قیادت اور ترجمانی نہیں کرسکتے۔ ان کے نزدیک کشمیر کمیٹی کا مقصد قادیانیت کی تبلیغ سے زیادہ کچھ نہ تھا' لہٰذا انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس کمیٹی کا سربراہ کسی قادیانی کو نہیں ہونا چاہئے۔ اس طرح علامہ اقبال نئے سربراہ بنے۔ تب قادیانیوں نے انگریزوں کے ایماء پر علامہ اقبال کے خلاف سازشوں کا جال پھیلا دیا اور انہیں دو سال کے اندر اندر مستعفی ہونے پر مجبور کردیا۔ پنڈت نہرو قادیانیت سے بہت متاثر تھا اور اس نے قادیانیوں کی حمایت میں "ماڈرن ریویو کلکتہ" میں لکھنا شروع کیا تو علامہ اقبال نے اس کا بھرپور جواب دیا۔

قادیانیوں نے تقسیم ہند کے خلاف ہر آن انگریزوں اور کانگریس کے موقف کی ترجمانی کی۔ ان کے ترجمان "الفضل (۲۱ مئی ۱۹۴۷ء)" نے تقسیم ہندوستان کے سوال پر لکھا تھا۔ "ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوئے ہیں تو وہ خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے۔ تقسیم ہو بھی گئی تو ہم یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔"

قیام پاکستان کے بعد مرزائیوں نے کلیدی عہدوں پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس غرض سے انہوں نے فوج اور بیوروکریسی میں پلاننگ کے تحت بے شمار افراد بھرتی کرائے۔ مسٹر ظفر اللہ خان پاکستان کا وزیر خارجہ تھا۔ اس نے اپنی اس حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستانی سفارتخانوں میں مرزائی افسر تعینات کئے اور ان کی مدد سے اور اپنے اثر و رسوخ سے بیرونی ممالک میں قادیانی مشن قائم کرائے۔ حساس اور باشعور لوگ ان چیزوں کو محسوس کررہے تھے مگر بے بس تھے۔ قائداعظم کی وفات اور لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد سر ظفر اللہ خان نے خواجہ ناظم الدین کی کمزوریوں سے بہت فائدہ اٹھایا۔ ۱۷ مئی ۱۹۵۲ء کو جہانگیر پارک کراچی میں قادیانیوں کا جلسہ ہوا جس میں اس نے وزیراعظم کا مشورہ قبول نہ کرتے ہوئے شرکت کی۔ اس طرح قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے سرکاری اثر و رسوخ کے استعمال کا الزام ثابت ہوگیا۔ قادیانی خلیفہ کے بیٹے مرزا منظور احمد نے ساہیوال کے ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے قادیانی مشنریوں کی سرگرمیوں کی پشت پناہی کی۔ عوام میں آئے دن قادیانیت کی پراسرار سرگرمیوں کے بارے میں بدگمانیاں پیدا ہورہی تھیں اور اس نئے مذہب کے ماننے والوں کو کافر قرار دینے کی تحریک جو ۱۹۵۳ء میں شروع ہوئی تھی' پنجاب میں خوف ناک صورتحال اختیار کرگئی اور یہاں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوگیا جس کو کنٹرول کرنے کے لئے پنجاب میں مارشل لاء نافذ کرنا پڑا۔ مولانا مودودیؒ اور مولانا عبدالستار خان نیازی کو مرزائیوں کے خلاف تحریک چلانے کے جرم میں پھانسی کی سزا سنادی گئی جس نے عوام کے جذبات کو اور مشتعل کردیا۔

مسلم لیگ کی حکومت اس تحریک کے دوران عوام کا اعتماد کھو چکی تھی۔ میاں ممتاز دولتانہ اور خواجہ ناظم الدین دونوں ایک دوسرے کو نیچا دکھا کر مرزائیوں کے خلاف چلنے والی تحریک کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے۔ غلام محمد دونوں سے چھٹکارا چاہتے تھے۔ چنانچہ پنجاب کی بدامنی کی ذمہ داری دولتانہ پر ڈال کر ان سے استعفیٰ لے لیا گیا۔ پھر ایکٹ ۱۹۳۵ء کے اختیارات کے تحت خواجہ ناظم الدین کو برطرف کردیا گیا۔ یوں قادیانیت کو غیر مسلم قرار دینے کی تحریک ٹھنڈی پڑ گئی۔ محمد علی بوگرہ' سہروردی' آئی آئی چندریگر اور فیروز خان نون وزارت عظمیٰ کی گدی پر آتے جاتے رہے لیکن قادیانی تحریک کا اثر و نفوذ برقرار رہا۔

ایوب خان نے کنونشن مسلم لیگ کی بنیاد رکھی تو قادیانی تحریک نے اس میں بھی اثر و نفوذ پیدا کرلیا۔ ان دنوں مرزائی ایم ایم احمد منصوبہ بندی کمیشن کا چیئرمین تھا۔ ۱۹۷۰ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو برسراقتدار آئے تو اس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کا سہرا جہاں ملک کے کروڑوں غریبوں کے سر تھا' وہاں مرزائیوں نے بھی دامے درمے سخنے بھٹو کی مدد کی۔ بھٹو دور میں قادیانیوں کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور سول بیوروکریسی میں ان کے نمائندے اعلیٰ عہدوں پر پہنچ گئے تھے۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج

باقی ص ۲۶ پر

جبار کارپیٹس

قائد آباد کارپٹ • مون لائٹ • بلال کارپٹ •
یونائیٹڈ کارپٹ • ڈیکورا کارپٹ • اولمپیا کارپٹ

ڈیلرز

مساجد کیلئے خاص رعائت

۳۰۔ این آر ایونیو نزد جبری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد فون: 6646888 - 6647655

طب وصحت

از: حکیم محمد طارق محمود چغتائی۔ احمد پور شرقیہ

گرما

گرما ایسی جلدی الرجی میں بے حد مفید ہے جس میں جلد سرخ ہو جاتی ہے

گرما ایک مشہور پھل ہے۔ کابل کی مشہور سوغات ہے۔ کوئٹہ میں خصوصاً" اور پورے ملک میں عموماً" کھایا جاتا ہے۔ قارئین کی طبی معلومات کے اضافے اور اس عطیہ ایزدی سے زیادہ لطف اندوز ہونے کے لئے اس کے مختصر فوائد قرطاس پر رقم کرتا ہوں۔ امید ہے کہ اپنی رائے سے مستفید فرمائیں گے۔

گرما کے طبی فوائد پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ یہ صفرا کا معدل ہے یعنی گرمی خشکی کی تعدیل کرتا ہے۔ اس طرح وہ امراض جن کا تعلق گرمی اور خشکی کی وجہ سے ہوتا ہے اس کے استعمال سے کافور ہو جاتی ہیں۔ اس طرح امراض قلب کے لئے یہ ایک مسلم دوا اور غذا ہے۔ ہائی بلڈ پریشر میں گرما ضرور کھایئے اور بلا تکلف اس شکایت میں کھا سکتے ہیں۔ ایک صاحب کو خفقان کا عارضہ تھا۔ رات کو کسی وقت اتنے زور سے دل دھڑکتا کہ چارپائی ہلنے لگتی۔ علاج کے لئے بیرون ملک تشریف لے گئے مگر افاقہ نہ ہوا۔ ذرا سی بات ہوتی تو دل بے قابو ہو جاتا۔ اسے سنگ یشب کا ٹکڑا دل پر لٹکانے اور اسی سنگ یشب کو عرق گلاب اور عرق کیوڑہ میں خوب کھول کرا کے استعمال کرایا گیا اور گرما کھلایا گیا۔ ایک ماہ کے بعد وہ اپنے بیرون ملک کے سفر کے اخراجات اور مصائب پر نادان تھے کیونکہ وہ ٹھیک ہو گئے تھے۔ جس طرح گردے کے لئے شربت شہد کا استعمال شفا ہے۔ اس طرح گرما گردے کو دھو دیتا ہے۔ گرما نہ صرف گردے کو دھوتا اور صاف کرتا ہے بلکہ یہ گردے کو تقویت بھی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ گردے کے امراض اور گردے کے ورم' خراش اور گردے کی پتھری کے لئے بہت مفید چیز ہے۔ اگر گردے کی پتھری میں اس کا مستقل استعمال کیا جائے تو اس طرح گردے کی پتھری بھی خارج ہو جاتی ہے اور مزید بننے سے رکتی ہے۔ اگر پیشاب بند ہو یا پیشاب کی جلن یا قطرہ قطرہ آتا ہو ایسی صورت میں گرما انتہائی مفید اور موثر ہے۔ حتیٰ کہ بعض مریضوں کو توڑی کی طرح پیشاب آتا تھا۔ سخت جلن ہوتی تھی۔ انہوں نے جب گرما کا استعمال کیا تو افاقہ ہوا۔ ایک صاحب کو پیشاب کے بعد پیشاب کا قطرہ گرتا تھا گرما استعمال کرایا گیا تمام تکالیف دور ہو گئیں۔ اس طرح سوزاک کے مرض میں جب سخت جلن مریض کو بے حال کر دیتی ہے۔ بلکہ ایک صاحب پیشاب کی نالی میں نلکی رکھ کر پیشاب کرتے تھے۔ لیکن گرما کے استعمال سے افاقہ ہوا اور جب ایک ماہ بعد ملے تو خوشی سے کہا کہ تمام ادویات چھوڑ کر مسلسل گرما استعمال کر رہا ہوں۔ افاقہ ہے۔

سوزاک کے بار بار ہونے یا سوزاک کے مابعد اثرات' پیشاب کی نالی کا زخم' اس کی خراش اور پیشاب کے بعد سوزاکی مادے کا نکلنا تمام علامات گرما استعمال کرنے سے ختم ہو جاتی ہیں۔

نیند کی کمی' بے خوابی اور نشہ آور ادویہ سے نیند کی دیوی کو بلانا گرما کا استعمال ان تمام عوارضات کو ختم کر سکتا ہے۔ جو لوگ قدرتی نیند سے محروم ہیں وہ مسلسل گرما استعمال کریں۔ آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے چہرے کے حسن کو ماند کر دیتے ہیں۔ ایسی تکلیف میں گرما بہت مفید غذا اور دوا ہے۔

جس طرح یرقان کا مریض شہد کے شربت سے ذرا سے زیادہ فائدہ محسوس کرتا ہے۔ اس طرح گرما یرقان اور یرقان کے مابعد اثرات کے لئے مفید ہے۔ اگر یرقان کے بعد منہ کا ذائقہ خراب ہو' ہر وقت پیاس کی خواہش رہتی ہو تو ایسی کیفیت میں گرما ایک اکسیر چیز ہے۔ اس کے علاوہ جگر کا ورم' جگر کی کمزوری اور جگر کے زخم کے لئے گرما ایک مانی ہوئی چیز ہے۔ اس کا مسلسل استعمال ان تمام امراض سے دفعیہ کا موجب ہے۔ آدھے سر کا درد یا درد شقیقہ ایک مشہور درد ہے۔ اس میں مریض بے چین ہوتا ہے۔ خاص طور پر سورج نکلتے وقت یا اس کے علاوہ درد دیکھنے میں آیا ہے۔ ایسی تمام کیفیات میں گرما ایک مجرب غذا اور دوا ہے۔

اس طرح گرما ایسی جلدی الرجی میں بھی بے حد مفید ہے جس میں جلد سرخ ہو جاتی ہے' جسم پر سرخ سرخ چکتے پڑ جاتے ہیں یا معمولی کھجانے پر جلد سرخ ہو جاتی ہے یا جلد پر دھپڑ پڑ جاتے ہیں۔ گرما الرجی کی ان تمام کیفیات میں بہت مفید ہے۔ اگر انڈہ' مرغی' مصالحہ جات' گوشت وغیرہ سے پرہیز کیا جائے اور گرما کھاتے رہیں تو بے حد سکون ملتا ہے۔

ایک صاحب بڑی آنت کی سوزش کی بیماری میں مبتلا تھے۔ کہنے لگے کہ اسپیشلسٹوں نے کہہ دیا ہے کہ لاعلاج مرض ہے۔ انہیں نسخہ اور دوا کے ساتھ گرما کھلایا گیا ایک ماہ میں ٹھیک ہو گئے۔ اس کے علاوہ اکثر وبیشتر آزادی سے آنتوں میں جلن اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے سخت خراش اور پیچش بار بار اجابت آتی ہے۔ ایسی حالت میں گرما فی الفور سکون کا باعث ہے۔ اس کے استعمال سے تمام مذکورہ علامات ختم ہو جاتی ہیں بلکہ پیچش کے اثرات آنتوں میں سے ختم ہو جاتے ہیں۔ معدے کے السر کے مریض اگر پھلوں میں گرما استعمال کریں تو بہت مفید ہے۔

یہ بات مشاہدے سے ثابت ہے کہ گرما جسم میں موجود تمام غیر ضروری کیمیائی اجزاء کو نکال دیتا ہے۔ اس موجودہ کیمیائی کھادوں کے زمانے میں اگر گرما استعمال کیا جائے تو آدمی بہت سے امراض سے بچ سکتا ہے۔ بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہم بہت دبلے پتلے ہیں اگر ایسے لوگ آم اور گرما استعمال کریں تو ان کی یہ شکایت دور ہو سکتی ہے۔ کیونکہ گرما جسم کے اندر رطوبت کی زیادتی کرتا ہے اور جسم میں گرمی اور خشکی کو دور کرتا ہے۔ اگر اس کو توجہ اور مستقل مزاجی کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ امراض کے دفع کرنے کے لئے ممد و معاون ثابت ہوتا ہے لیکن ایک بات ملحوظ رکھیں کہ دوا کے ساتھ غذائی پرہیز لازم ہے۔ اگر غذائی پرہیز نہ کیا جائے تو مرض میں اضافہ ناممکن ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسا کہ السر یعنی معدے کے زخم کا مریض لیموں کی سکواش نوش کرے اور پھر مرض میں اضافے کی شکایت کرے۔ الغرض گرما جسم کے لئے راحت و شادمانی ہے۔ اگر اس کو ہم سمجھ کے ساتھ استعمال کریں تو لاعلاج مریض شفا سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

تحریر۔ محمد جابر حسین صاحب
فاضل مدینہ یونیورسٹی

مسلمانوں فلاح وکامرانی کاراز

زمین پر حقیقی بقاء نیک اور مومن بندوں کے لئے ہے

ہر صاحب عقل و دانش جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام امتوں کا سردار اور تمام امتوں سے بہترین امت قرار دیا ہے تاکہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہو اور مسلمانوں کی پوری دنیا میں حکمرانی قائم ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ۔ "ہم نے زبور میں لکھ دیا ہے کہ زمین پر حقیقی بقا نیک اور مومن بندوں کے لئے ہے۔"

دنیا نے اسلام کے ابتدائی دور میں یہ وعدہ سچ اور برحق دیکھ لیا ہے اور اسی طرح اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک پوری زمین پر اللہ تعالیٰ کا آوازہ بلند نہ ہوگا اور قیامت کے نزدیک اسلامی فتوحات اس قدر ہوں گی جس قدر آج تک واقع نہیں ہوئیں۔ لیکن اس دور میں مسلمان اس قدر پست ہوگیا ہے کہ کوئی امت بھی اس قدر رسوا نہیں ہوئی کیونکہ مسلمانوں کی اکثریت نے دین کے بنیادی اصول و ضوابط کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اور مسلمانوں میں غیر اسلامی رسم و رواج' عجیب و غریب قسم کی روایات اور بدعات رواج پاچکی ہیں اور حق کی آواز باطل کی پکار کے سامنے دب چکی ہے۔ شریعت مطہرہ جو انسان کے لئے دستور حیات ہے اس نے فسق وفجور کو اپنا کر اسے چھوڑ دیا ہے۔ ملت اسلامیہ منقسم ہوچکی ہے۔ مسلمان ملک ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ پھر مسلمانوں کی حالت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اور فی الوقت جو ذلت و رسوائی مسلمانوں کے مقدر میں لکھی جاچکی ہے اس کا سبب مسلمانوں کا اپنا پیدا کردہ ہے۔ جیسا کہ شاعر مشرق علامہ اقبال نے فرمایا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت بدلنے کا

اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر گرفت کرنا چاہتا ہے تو اس وقت دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ آج مسلمانوں کی کھوئی ہوئی طاقت اور عظمت و جلالت کس طرح بحال ہوسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں آپؐ کا ارشاد گرامی چودہ سو سال سے ہماری رہنمائی کررہا ہے۔ (جس قوم نے جہاد کو ترک کردیا وہ قوم ذلیل و خوار ہوگی۔) اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جہاد ایک ایسا عمل ہے کہ جس کے ذریعہ امت مسلمہ اپنی کھوئی ہوئی طاقت و عظمت دوبارہ حاصل کرسکتی ہے۔ جہاد قیامت تک جاری و ساری ہے اور جہاد ہی کی برکت سے ملت اسلامیہ کا دفاع ممکن ہے اور معاشرہ کو حقیقی اسلامی بنایا جاسکتا ہے اور مسلمان قوم ہر حالت میں جہاد کی پابند ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ۔ "اے نبیؐ! ان لوگوں سے جہاد کرو حتیٰ کہ دنیا میں فتنہ وفساد باقی نہ رہے۔"

اور ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ۔ "اے نبیؐ! اللہ کے راستے میں خود بھی جہاد کیجئے اور مسلمانوں کو بھی اس بات کی رغبت دلائیں۔ قریب ہے اللہ کفر کی سرکشی' طاقت کو ختم کردے۔"

اور آج ہم مسلمانوں کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے ہر طرح کے فروض وواجبات کو نہ صرف چھوڑ رکھا ہے بلکہ اسلامی احکامات کے ساتھ مذاق و استہزاء کیا جاتا ہے۔ اور اگر مسلمانوں کی عسکری کارکردگی پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی نہ ہونے کے برابر۔ اور مسلمانوں نے جہاد کو فرض کفایہ کا نام دے کر اس عظیم فعل کو چھوڑ رکھا ہے۔ حالانکہ موجودہ دور میں جہاد فرض عین ہوچکا ہے۔ ہمارا یہ دعویٰ اور ایمان ہے کہ تمام مسلمان ایک ملت ہیں۔ اور مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے تو یاد رکھئے کہ اختلاف جنس و رنگ و نسل اور وطن کے اختلاف کے باوجود ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان کی مدد کرنا واجب ہے۔ جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

انصر اخاک ظالما او مظلوما۔

ترجمہ۔ "تم اپنے بھائی ظالم اور مظلوم کی مدد کرو۔"

ظالم کو ظلم سے منع کیا جائے اور مظلوم سے ظلم کا دفاع کیا جائے آج اگر اس وقت بوسنیا کے مسلمانوں پر کڑا اور مشکل وقت آیا ہے تو پوری دنیا کے مسلمانوں پر ان کی مدد و اعانت فرض ہوگئی ہے اور ان کو اخلاقی' مالی' معاشی اور سیاسی امداد پہنچانا فرض ہے۔ ورنہ تمام مسلمان اللہ کے مندرجہ ذیل فرمان کے مطابق گناہ میں ملوث ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔

اور یہ حکم خداوندی قیامت تک کے لئے عام ہے۔ یہی حال مقبوضہ کشمیر کا ہے اور آج اگر مقبوضہ فلسطین کے اندر یہود نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کردیا ہے اور مسلمانان فلسطین اپنے ملک کو چھوڑنے پر مجبور ہوگئے ہیں تو ان کے غصب شدہ حقوق دلانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے گریبان کے اندر جھانکے کہ مقبوضہ فلسطین کو آزاد کروانے میں میرا کتنا اور کس قدر حصہ ہے۔ جہادی تنظیموں اور اسلامی تحریکوں کے درمیان اختلاف ہوجانا کوئی بعید چیز نہیں لیکن بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ اگر کسی تنظیم کا دوسری تنظیم کے ساتھ اختلاف ہوجائے تو مسلمانوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ان کا آپس میں اختلاف مستقل اور دائمی ہو جبکہ ہر فرد اور ہر جماعت کی خواہش اور جستجو ہونی چاہئے کہ حق کو تلاش کرے اور اگر یہ معلوم ہوجائے کہ مختلف فیہ مسئلہ میں حزب مخالف حق پر ہے تو اللہ کی رضا و خوشنودی کو حاصل کرتے ہوئے اس بات کا اعلان کرنا چاہئے اور اس کا ساتھ دے کر انا پرستی کا بت توڑ کر مثال پیدا کرنی چاہئے۔ کیونکہ فرمان نبویؐ ہے۔ **من تواضع للہ رفعہ اللہ۔**

"جو آدمی اللہ کے لئے جھک جاتا ہے۔ اللہ اس کو کامیاب وکامران اور عزت و عظمت والا کردیتا ہے۔"

خصوصاً" اگر جماعتی اور تنظیمی اختلاف ہو تو اس میں انسان دیکھے کہ کون سی جماعت حق پر ہے اور ہر قسم کے تعصب سے پاک ہوکر حمایت کا اعلان کردینا چاہئے۔ یہی مسلمان آدمی کا شیوہ اور شعار ہونا چاہئے اور موجودہ جہادی تحاریک جو مختلف ملکوں میں کام کررہی ہیں وہ آج ہم سے نصرت او معاونت کا مطالبہ کررہی ہیں۔ لیکن ہم میں سے کتنے ہیں جو ان سے تعاون کررہے ہیں' بہت ہی تھوڑے۔ اسی طرح موجودہ دور میں اچھائی کی تلقین اور برائی سے روکنے اور اسلام کی حقیقی تصویر پیش کرنے والے گنتی میں ہیں۔ لیکن موجودہ دور میں جو لوگ دعوت تبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ کا کام کررہے ہیں وہ بھی کامیاب ہوتے نظر نہیں آرہے کیونکہ ان کے اندر کوئی متفقہ لائحہ عمل نہیں ہے اور کوئی منظم طریقہ کار نہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی ناکام ہورہے ہیں۔ اور ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کون سی عملی کوتاہیاں ہیں جن کو دور کرکے مسلمان اپنی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرسکتے ہیں۔

مسلمان کس طرح آپس میں اتحاد و اتفاق کو برقرار رکھ کر ملت واحدہ کا ثبوت دے سکتے ہیں؟ اصلاح احوال امت کے لئے مسلمان کا کیا کردار ہونا چاہئے؟

دلاور خان ایڈووکیٹ کی مرزائیت سے توبہ

میں ہفت روزہ ختم نبوت کا سالانہ خریدار ہوں۔ خریداری نمبر ۱۰۴۳۳ ہے۔ ہمارا ایک دوست پڑھا لکھا سابق مرزائی' اللہ کے فضل سے جامع مسجد محمدی اہلحدیث چکوال میں مولانا محمود الحسن غضنفر کے ہاتھ پر بروز جمعۃ المبارک مشرف بہ اسلام ہوا ہے' جس کا نام دلاور خان ایڈووکیٹ ہے۔ فرانس میں اس نے انٹرنیشنل لاء میں ڈگری حاصل کی ہے۔ وہاں اس نے اس تنظیم کا تفصیلی مطالعہ کیا اور مرزا طاہر احمد سے مناظرہ کیا تو وہ لوگ سمجھ گئے کہ اس نے ہمیں پالیا ہے۔ وہ تسلی بخش جوابات نہ دے سکے۔ انہوں نے اس کے خلاف محاذ بنایا لیکن اس نے بھی خوب ان کا مقابلہ شروع کردیا۔ ۱۹۸۷ء تک دس فیصد کے حساب سے جو چندہ اس نے اس تنظیم کو دیا تھا اس کا نوٹس دیا۔ نوٹس میں مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف یہ تنظیم جو سازشیں کررہی ہے' ان پر سے نقاب اس نے اٹھایا ہے۔ جس کی فوٹو کاپی آپ کو ارسال کی جارہی ہے۔ آپ بغور اس کو پڑھ لیں۔ اس نومسلم نوجوان کے لئے جملہ اہل اسلام سے دعا کے لئے گزارش ہے۔ مزید آپ کی طرف سے اس نوجوان کے لئے تحفظ اور دیگر مفید آراء کے منتظر رہیں گے۔

طالب دعا۔ ظاہر منیر' چکوال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین مولانا خدا بخش شجاع آبادی اور مولانا نذیر احمد تونسوی نے ضلع اٹک کا ہفت روزہ تبلیغی دورہ کیا

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مولانا خدا بخش شجاع آبادی اور مولانا نذیر احمد تونسوی نے ضلع اٹک کا تفصیلی دورہ کرکے مختلف اجتماعات اور ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب کیا۔ مجلس کے مبلغین کے اٹک آنے پر اٹک شہر کے جماعتی احباب نے جناب فخر الاسلام' جناب عتیق الرحمان اور محمد شریف کی قیادت میں مبلغین کا پرجوش استقبال کیا اور ختم نبوت ضلع اٹک کے زیر اہتمام درج ذیل مقامات پر مختلف اوقات میں پروگرام ہوئے ڈھوک فتح' شکر درہ' حاجی شاہ' تاجے کے' چک فتحو' فتح جنگ اور اٹک شہر کی مختلف مساجد میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا خدا بخش اور مولانا نذیر احمد تونسوی نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانان عالم کا بنیادی عقیدہ ہے اور ملت اسلامیہ نے اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے بے پناہ قربانیاں پیش کی ہیں اور چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ملت اسلامیہ نے کبھی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا اور نہ قیامت تک کیا جائے گا۔ کیونکہ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ برصغیر میں انگریز نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول اور اہل اسلام کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کو استعمال کرکے اس سے نبوت کا دعویٰ کرایا۔ امت مسلمہ نے انگریز کے اس چہیتی گروہ کو ذلت آمیز شکست دے کر عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا اور مرزائیت کا کفر عالم اسلام پر واضح کیا۔ آج عالمی سطح پر مرزائیت کے کفر کا پردہ چاک ہوچکا ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک منظم طریقے سے پوری دنیا میں مرزائیت کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے مصروف عمل ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں پر عالمی مجلس کے رضاکار ختم نبوت کا پیغام لے کر نہ گئے ہوں۔ مولانا شجاع آبادی اور مولانا تونسوی نے کہا کہ آٹھویں ترمیم پر سیاست دانوں میں آج کل جو کشمکش جاری ہے اگر اس سیاسی کشمکش کی آڑ میں آٹھویں ترمیم سے اسلامی دفعات خصوصاً" امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو اہل پاکستان اور ختم نبوت کے پروانے ۱۹۵۳ء کی یاد تازہ کرنے پر مجبور ہوں گے۔

اٹک میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

۲۴ ستمبر ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء اٹک شہر میں ختم نبوت یوتھ فورس کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن شوریٰ مولانا نور الحق نور صاحب پشاور والوں نے کی۔ کانفرنس سے خطاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا اللہ وسایا' مولانا خدا بخش شجاع آبادی' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا عبدالرحمان ہزاروی کے علاوہ خطیب العصر حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم صاحب نے فرمایا حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی نے اپنے خطاب میں ذکری فرقہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس فرقہ کا بانی اٹک سے فرار ہوکر بلوچستان کے علاقہ میں گیا اور وہاں جاکر اپنی ارتدادی مہم شروع کی اور شریعت محمدیؐ کو منسوخ کہا اور حج بیت اللہ کی توہین کرتے ہوئے ۲۷ رمضان المبارک کو کوہ مراد پر اپنا جعلی حج کرتے ہیں اور وہاں مختلف اقسام کے کھانے کھاتے ہیں۔ اس سے رمضان المبارک کے مہینہ کی توہین بھی کرتے ہیں۔ اس فتنہ کا مقابلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کررہی ہے۔ مولانا تونسوی کے خطاب کے بعد سید سلمان گیلانی نے اپنا شاعرانہ کلام پیش کیا۔ ان

قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دیا جائے

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے نگران حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر قادیانی جماعت انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کو خلاف قانون قرار دیا جائے اور اکھنڈ بھارت کی قائل ہونے کے پیش نظر قادیانیوں کی پاکستانی شہریت منسوخ کردی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ربوہ کے قادیانی مرگھٹ نام نہاد بہشتی مقبرہ میں قادیانی راکل فیملی کے احاطہ میں دفن نصرت جہاں بیگم اہلیہ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی (جعلی نبوت) دوسری ام ناصر اہلیہ مرزا محمود احمد قادیانی آنجہانی' تیسری ام وسیم اہلیہ مرزا محمود احمد آنجہانی قادیانی کی قبروں پر کتبے نصب ہیں جن پر "امانتاً" دفن کا لفظ درج ہے جبکہ پہلے ایک بڑا کتبہ نصب تھا کہ ہماری لاشیں بطور امانت دفن ہیں۔ جب حالات سازگار ہوں نکال کر قادیان بھارت میں دفن کیا جائے یہ کتبہ احتجاج کرنے پر ۱۹۸۴ء میں اتار دیا گیا تھا جبکہ قادیانی ملک دشمن جماعت ہے اور آنجہانی ظفر اللہ خان نے ۱۹۴۷ء میں قادیان دوبارہ بھارت میں شامل کراکر ہندوستان کا کشمیر پر قبضہ کرانے میں راہ ہموار کی تھی۔

مرزائیوں کی ہر چال کو ناکام بنایا جائے' ملک عبدالمالک

ملک عبدالمالک آف خوشالہ نے کہا ہے کہ قادیانیوں کی ناپاک چالوں کو ہم ناکام بنادیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے خلاف اس وقت قادیانی لابی سرگرم عمل ہے اور مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ایک ہو کر ان کے غلط اور گمراہ کن سرگرمیوں کا نوٹس لیں۔

کے بعد ختم نبوت کے مرکزی راہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب فرمایا۔ مولانا نے کہا کہ باطل فتنہ کے چار دور ہوتے ہیں ابتداء' عروج' زوال اور خاتمہ اور نبی کریمؐ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال ہوں گے ان میں سب سے پہلا مسیلمہ کذاب تھا جو ایک لاکھ فوج لے کر سیدنا صدیق اکبرؓ کے مقابلے پر آیا تھا اور اس میں ۲۲ ہزار مسیلمہ کے ماننے والے مارے گئے اور ۱۲ سو صحابہؓ شہید ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ مولوی کا یہ کام ہے کہ کفر پر فتویٰ لگاتے ہیں۔ جب اسمبلی نے ان کو کافر کہا تو انہوں نے کہا کہ ان پر مولویوں کا اثر ہو گیا ہے۔ پھر یہ سیشن میں گئے' سیشن نے ان کو کافر کہا انہوں نے کہا کہ ہم نہیں مانتے۔ ہائیکورٹ نے ان کے کفر پر مہر لگائی تو انہوں نے کہا کہ ہم سپریم کورٹ میں جاتے ہیں۔ اب سپریم کورٹ نے بھی ان کے خلاف فیصلہ کر دیا ہے اب تو ان کو غور کرنا چاہئے کہ کہاں سے چلے اور اب کہاں کھڑے ہیں۔ حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی نے قراردادیں پیش کیں جس میں سرفرست ذکری فرقہ کے بارے میں اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے بارے میں اور ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرنے کے بارے میں تھیں۔ آخری خطاب سید عبدالمجید ندیم کا ہوا۔ مولانا نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پرانی باتیں کرتے ہیں۔ میرے دوستو ابھی تو ہم ایک آیت ما کان محمد ابا احد کا حق ادا نہیں کر سکے نئی دوکان پر کیسے بن ٹھن کر بیٹھیں۔ مولانا نے کہا کہ وہ لوگ کتنے بے وقوف ہیں جو چند پیسوں کی خاطر قادیانیت کے فارم پر کر کے باہر چلے جاتے ہیں وہ خواہ مسلمان ہیں لیکن ضمیر ان کا مطمئن نہیں۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض راولپنڈی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے ادا کئے اور سید سلمان گیلانی نے اپنا کلام پیش کیا۔ تلاوت کلام پاک قاری محسن اللہ نے کی۔

شیطان رشدی کی ملعون کتاب کی لاہور میں تقسیم کے خلاف غم و غصہ کا اظہار

برکت مارکیٹ نیو گارڈن ٹاؤن میں محمد علی ولد حبیب اللہ (ڈپٹی کمشنر انکم ٹیکس لاہور) نے شیطان رشدی کی ملعون کتاب (شیطانی آیات) کی فوٹو اسٹیٹ کرا کر تقسیم کی اور اس کی فوٹو سٹیٹ مشین والی دوکان پر پولیس نے چھاپہ مار کر ۱۴۸ کاپیاں برآمد کیں۔ ملزمان کے خلاف ۲۹۵۔سی کے تحت کیس رجسٹرڈ ہوا۔ گرفتاری عمل میں لائی گئی۔ چونکہ ملزمان بااثر ہیں اور بڑے ملزم کا باپ محکمہ انکم ٹیکس میں ڈپٹی کمشنر ہے اس لئے سازباز کے ذریعہ ملزمان کو رہا کرا لیا گیا۔ جمعتہ المبارک کا یہ عظیم اجتماع اس واقعہ پر قلبی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ملزمان کو فی الفور کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ نیز متنبہ کرتا ہے کہ اگر ملزمان کو قرار واقعی سزا نہ دی گئی تو ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے لئے مسلمانان پاکستان کسی بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

قادیانی آئین پاکستان کے کھلے باغی ہیں انہیں آئین کا پابند بنایا جائے

لورالائی بلوچستان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجلاس کا مطالبہ

لورالائی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس زیر صدارت مولانا گل حبیب ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری محمد دین صاحب کو حاصل ہوئی۔ اجلاس سے ضلعی صدر خطیب مرکزی جامع مسجد مولانا ممتاز نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ملک و ملت کے غدار ہیں اور ختم نبوت مسلمانوں کا چودہ سو سالہ متفقہ مسئلہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے کوئی نبی مرسل نہیں آئے گا۔ مرزا قادیانی نے دجل کرتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کیا اسی وجہ سے قادیانی مرتد' زندیق اور کافر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند کیا جائے ورنہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزی قائدین کے حکم سے ملک بھر میں بھرپور تحریک چلائے گی۔ اجلاس سے لورالائی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خادم جنرل سیکریٹری حاجی محمد اشرف نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی گروہ مسلسل آئین کی خلاف ورزی اور قانون سے بغاوت کر رہا ہے۔ آئے دن وہ مسلمانوں کو اشتعال دلا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بے پناہ قربانیوں کے بعد مسلمانوں نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا ہے لیکن قادیانیوں نے کبھی بھی اس فیصلہ کو قبول نہیں کیا اور آج بھی اسلام کے نام کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اجلاس سے نیاز الرحمان حیدری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کا اپنے کفریہ عقائد کی بنیاد پر اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں رہا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی آج بھی آئین پاکستان سے بغاوت کر رہے ہیں جس کی زندہ مثال موجودہ الیکشن ہیں۔ بحیثیت غیر مسلم انہوں نے اپنی مخصوص نشست سے الیکشن لڑنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ انسانی حقوق کی کمیشن سمیت تمام کلیدی اسامیوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے اور پورے ملک میں ڈش اینٹینا کے ذریعہ ان کی کفریہ تبلیغ پر پابندی لگا دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ حکمران عقل کے ناخن لیں ورنہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تاریخ تازہ کر دے گی۔ اجلاس سے قاری محمد دین صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کی ازحد ضرورت ہے تاکہ قادیانی اسلام کے نام پر کسی کو دھوکہ نہ دے سکیں۔ اجلاس سے مجلس کے صدر مرحوم ڈاکٹر جلال شاہ' محمد رحیم صاحب' مولانا گل حبیب صاحب' مولانا حبیب اللہ' مولانا فقیر اللہ' مولانا نیاز محمد ناطق بالحق' محمد علی' محمد امتیاز' نثار احمد' نسیم احمد نے بھی خطاب کیا۔ آخر میں مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمان کے بڑے بھائی مولانا حبیب الرحمان مرحوم کے لئے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے (آمین)۔

ربوہ میں کھیلوں کے نام پر قادیانیت کی تبلیغ بند کی جائے' مولوی فقیر محمد

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے صوبائی وزیر اعلیٰ پنجاب اور ہوم سیکریٹری سے مطالبہ کیا ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے تحت قادیانی مذہب کی تبلیغ و تشہیر پر پابندی کے پیش نظر ربوہ میں کھیلوں کے ٹورنامنٹ پر پابندی لگائی جائے اور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ کی عدالت میں قادیانی جماعت ربوہ کے سرکردہ آدمیوں کے خلاف ۴۰ سے زائد زیر سماعت مقدمات کے جلد فیصلے کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ربوہ میں ستمبر اکتوبر کے مہینہ میں کھیلوں کی آڑ میں ٹورنامنٹ منعقد کر کے قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں جس پر دسمبر کے سالانہ جلسہ کی طرح کھیلوں اور ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات پر پابندی عائد ہے جبکہ قادیانی ربوہ میں اسلامی شعائر اور اسلامی اصطلاحات کا استعمال کر کے امتناع قادیانیت آرڈیننس اور سپریم کورٹ کے فیصلہ کی توہین کر رہے ہیں جس پر قصوروار قادیانیوں کے خلاف مقدمات چلائے جائیں۔ ربوہ میں قادیانیوں کے گھروں' دفاتر' دکانوں' عبادت گاہوں پر مسلمانوں کا لکھا ہوا کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی کے الفاظ اور بورڈ ہٹائے جائیں اور بہشتی مقبرہ' عبادت گاہ اقصیٰ' ربوہ کے نام تبدیل کرائے جائیں۔ ربوہ کی قادیانیوں کی نظارت کے نام پر وزارتوں اور عدالتوں کو ختم کیا جائے اور ان سے نرم رویہ ترک کر دیا جائے۔ مولوی فقیر محمد نے وزیر اعلیٰ پنجاب اور انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب محمد عباس خان سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ ڈی ایس پی کے دفتر سمندری میں ایک قادیانی ڈی ایس پی کی طرف سے تعمیر کردہ قادیانی عبادت گاہ مرزا زدہ کو گرا دیا جائے اور ڈی ایس پی کے نام کا سنگ بنیاد کا کتبہ سرکاری قبضہ میں لے کر اس کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸۔بی اور ۲۹۸۔سی کے تحت مقدمہ چلایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی قادیانی افسر سرکاری دفتر میں مرزائیوں کی عبادت گاہ تعمیر نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کو مسجد کا نام دے کر سنگ بنیاد کا پتھر نصب کر سکتا ہے اور قادیانیوں کی تعمیر کردہ کسی عبادت گاہ میں مسلمانوں کی نماز نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں گزشتہ دنوں مجاہد ختم نبوت مولوی فقیر محمد نے ڈی ایس پی

دعائے مغفرت کی درخواست

ہمارے مخلص جماعتی ساتھی جناب عبدالحمید ریاض صاحب صدر معظم چیک ۳۳۔ آر بی جھنبو پرانا نزد کھڑیانوالہ فیصل آباد کی اہلیہ محترمہ گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے فوت ہو گئیں۔ عبدالحمید ریاض صاحب نے عالمی مجلس کے تمام بزرگوں' کارکنوں' مبلغین' خصوصاً" قارئین ختم نبوت سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے (آمین)۔

سمندری کے دفتر کا دورہ کیا اور قادیانی ڈی ایس پی کی طرف سے عبادت گاہ تعمیر شدہ کا معائنہ کیا جس کے مینار نہیں تھے اور نہ ہی محراب تھی کیونکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت اسلامی شعائر مسلمانوں کی مسجد کی طرح مینار اور محراب نہیں بنا سکتے جبکہ دو صف کے کمرہ کے باہر مسجد کا پتھر نصب ہے جس پر ۱۹ مئی ۱۹۸۹ء کی تاریخ درج ہے اور قادیانی ڈی ایس پی مسعود احمد وڑائچ کا نام درج ہے۔

مولانا محمد علی صدیقی کا دورہ ایبٹ آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی گزشتہ دنوں ایبٹ آباد کے دورہ پر تشریف لائے اور ختم نبوت یوتھ فورس کے کارکنوں سے ملاقات کی اور موجودہ حالات پر تبادلہ خیال کیا۔ مولانا نے ایبٹ آباد کے کارکنوں کے کام پر اطمینان کا اظہار فرمایا اور کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی۔ مولانا نے کارکنوں سے باتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ ختم نبوت کے کام کے لئے اخلاص دل کا ہونا بہت ضروری ہے۔ جب دل میں اخلاص ہوگا تو کام کرنے میں مزا بھی آئے گا اور اجر آخرت بھی ملے گا۔

محمد علی صدیقی کا دورہ تحصیل پسرور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے تحصیل پسرور کے مضافات کا دورہ کیا جس میں مولانا نے علاقہ میں قادیانیوں کی سازشوں کا جائزہ لیا اور ملتان کے مبلغین کی میٹنگ میں ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمان جالندھری کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا نے جن گاؤں کا دورہ کیا ان میں موضع ذلم کا ہلواں' موضع ٹھوررورا پور کنگر' چنڈی بھاگان چوہا شریف ہیں۔ مولانا نے عوام الناس کو قادیانیت کے ناپاک عزائم سے آگاہ کیا۔ مولانا نے کہا کہ ظفر اللہ قادیانی کے رشتہ دار اور شیزان فیکٹری کے مالک تھے۔ ان کی تمام فیملی اس پسماندہ علاقہ میں موجود ہے اور اپنی من مانی کر رہی ہے۔ مولانا نے بتایا کہ کچھ ہی عرصہ پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کئی مبلغین نے اس علاقہ کا دورہ کیا جس کے بہت ہی اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ علاقہ میں دورہ کرنے والوں میں اسلام آباد کے مبلغ مولانا عبدالرؤف الازہری' لاہور سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا عبداللطیف ایاز' سرگودھا سے مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی اور گوجرانوالہ سے مولانا فقیر اللہ اختر نے ضلع سیالکوٹ ناروال کے علاقہ کا دورہ کیا۔ مختلف اوقات میں مولانا محمد صدیقی نے جن علاقوں کا دورہ کیا اس میں موضع دوذلم کا ہلواں کے خطیب مولانا محمد ایوب طاہر صاحب نے فعال کردار ادا کیا۔

تمام مسلمان متحد ہو کر قادیانیوں کا مقابلہ کریں

گزشتہ جمعہ کو جامع مسجد صدیق اکبر مانسہرہ کے خطیب قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ خود متحد ہو کر قادیانیوں کا مقابلہ کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر پر چند شرپسندوں کے حملے کو انہوں نے قادیانیوں کی ایک چال قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ کوئی مسلمان یہ حرکت نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ملک میں ہزاروں لباس خضر میں راہزن موجود ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ہفت روزہ ختم نبوت کے دفتر پر حملہ کرنے والوں کو گرفتار کرکے سخت سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی اور بدبخت ایسی حرکت کرنے کی جرات نہ کر سکے۔

ورلڈ اسلامک فورم کی تین رکنی سپریم کونسل اور نو رکنی ورکنگ کمیٹی کا اعلان کر دیا گیا

لندن۔ آئندہ سال کے لئے ورلڈ اسلامک فورم کی تین رکنی سپریم کونسل اور نو رکنی ورکنگ کمیٹی مولانا محمد یونس پٹیل (جنوبی افریقہ) فورم کے سرپرست ہوں گے جبکہ مولانا زاہد الراشدی کو چیئرمین اور مولانا محمد عیسیٰ منصوری کو سیکریٹری جنرل منتخب کیا گیا ہے اور ورکنگ کمیٹی کے باقی ارکان مندرجہ ذیل ہوں گے۔ ڈپٹی چیئرمین پروفیسر عبدالجلیل ساجد (برائٹن)۔ ڈپٹی چیئرمین مولانا مفتی برکت اللہ (لندن)۔ ڈپٹی سیکریٹری جنرل مولانا رضاء الحق (نوٹنگھم)۔ سیکریٹری اطلاعات جناب فیاض عادل فاروقی (لندن)۔ اسی طرح حاجی افتخار احمد (لندن) ایجوکیشنل سیکریٹری۔ الحاج عبدالرحمان باوا (لندن) رابطہ سیکریٹری اور الحاج غلام قادری (لندن) سیکریٹری مالیات ہوں گے۔ یہ فیصلہ گزشتہ روز جامع مسجد ویمبلڈن پارک لندن میں منعقدہ فورم کے سالانہ مشاورتی اجلاس میں کیا گیا۔ جس کی پہلی نشست کی صدارت مولانا زاہد الراشدی اور دوسری نشست کی صدارت مولانا مفتی عبدالباقی نے کی اور اس میں مختلف علاقوں سے ممتاز علماء کرام اور دانشوروں نے شرکت کی۔ اجلاس میں ورلڈ اسلامک فورم کی گزشتہ دس ماہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ سال کے لئے پروگرام طے کیا گیا۔ اجلاس میں طے پایا کہ فورم کا دوسرا سالانہ بین الاقوامی سیمینار اگلے سال ۷ اگست اتوار کو اسلامک سینٹر ریجنٹ پارک لندن میں ہوگا۔ جس میں مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء اور دانشور تعلیم اور میڈیا کے مسائل پر اظہار خیال کریں گے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ یورپ میں مسلمان طلباء اور دیگر تعلیم یافتہ حضرات کے لئے دینی تعلیمات پر مشتمل خط و کتابت کورسز کا آغاز اگلے سال کے آغاز سے کر دیا جائے گا۔ یہ کورسز انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی انٹرنیشنل الدعوۃ اکیڈمی کے تعاون سے منظم کئے جا رہے ہیں اور پروگرام کے مطابق ان میں سے اردو زبان میں مطالعہ قرآن کریم کا کورس یکم جنوری ۱۹۹۴ء سے اور انگلش زبان میں مطالعہ اسلام کا کورس یکم جولائی سے شروع کیا جائے گا۔ فورم کے ڈپٹی سیکریٹری جنرل مولانا رضاء الحق کو خط و کتابت کورسز کا انچارج مقرر کیا گیا ہے اور اس سلسلہ میں مدنی مسجد نوٹنگھم میں مستقل سب آفس قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم اہل سنت سے تعلق رکھنے والے تمام دینی حلقوں کے ساتھ یکساں روابط کی فضاء قائم کرنے کی کوشش کریں گے اور دینی جماعتوں کے درمیان یکجہتی اور مفاہمت کا فروغ فورم کے مقاصد میں شامل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے فورم کو سیاسی گروہ بندیوں اور حکومتی لابیوں سے الگ تھلگ رکھنے کا عزم کر رکھا ہے اور خالصتاً" علمی و فکری بنیادوں پر تعلیم اور میڈیا کے محاذ پر اہل فکر و دانش کی صلاحیتوں کو مجتمع کرنا ہمارا اصل ہدف ہوگا۔ دریں اثناء مولانا محمد عیسیٰ منصوری کے ایک اعلان کے مطابق ورلڈ اسلامک فورم کی نو منتخب ورکنگ کمیٹی کا پہلا باقاعدہ اجلاس ۱۹ اکتوبر بروز ہفتہ ۲ بجے دن اسلامک سینٹرل برائٹن میں مولانا زاہد الراشدی کی زیر صدارت ہوا جس میں مرکزی کونسل کے ناموں کا اعلان کیا گیا اور اگلے سال کے پروگرام کو عملی شکل دی گئی۔

عالمی مجلس بلوچستان کے سیکریٹری اطلاعات حافظ محمد انور مندوخیل کا بیان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے صوبائی سیکریٹری اطلاعات و رابطہ حافظ محمد انور خان مندوخیل نے اس

اخباری بیان پر جس میں قادیانیوں نے ربوہ کو علیحدہ اسٹیٹ بنانے کی سازش شروع کردی اور مرزا طاہر احمد نے امامت کی موجودگی میں تجدید کی ضرورت سے انکار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان بننے کے بعد ایک منظم سازش کے تحت ایک نوزائیدہ مسلم ملک کا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کو بنایا گیا اور اسی طرح ربوہ شہر کی تمام زمین ایک اعلیٰ انگریز افسر فرانسس موڈی نے ۱۰۳۳ ایکڑ سات کنال آٹھ مرلے پر انا ایک آنہ کے حساب سے فی مرلہ لیز پر دے دیا تھا اور اس کے بعد فوراً تمام ربوہ شہر انجمن احمدیہ کے سپرد کردیا۔ ۲۶ سال تک ربوہ قادیانیوں کی ایک اسٹیٹ تھا۔ وہاں کوئی مسلمان خواہ وہ سرکاری ملازم ہو ربوہ شہر میں داخل نہیں ہوسکتا تھا اگر غلطی سے بھی کہیں داخل ہوتا تو قادیانی اس کو قتل کرکے اس کی نعش غائب کردیتے تھے۔ خدا کے فضل سے جب مسلمانوں کی عظیم الشان تحریک ختم نبوت ۷۴ء شروع ہوئی تو ۱۹۷۳ء کے آئین میں قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر ترمیم کرکے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو ربوہ کھلا شہر ہوگیا۔ جس کے بعد وہاں پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے دو عظیم الشان جامع مسجد محمدی مسجد ریلوے اسٹیشن اور مسلم کالونی میں ختم نبوت مسجد اور مدرسہ عربیہ تعمیر کیا۔ قادیانیوں کے مرکز میں حضورؐ کی ختم نبوت کی صدا گونجنے لگی۔

بقیہ: انگریز کی پیغمبری

کے طلبہ تفریحی ٹور پر تھے جب وہ ربوہ ریلوے اسٹیشن سے گزرے تو قادیانیوں نے ان پر حملہ کردیا۔ اس پر سارے ملک میں قادیانیوں کے خلاف ایک تحریک اٹھ کھڑی ہوئی اور معاملہ قومی اسمبلی تک پہنچا جہاں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ احمد رضا قصوری کے واک آؤٹ سے قطع نظر یہ فیصلہ قومی اسمبلی نے اتفاق رائے سے منظور کیا تھا۔ قادیانی مسئلہ کے حل کے سلسلے میں پیپلزپارٹی میں آخر وقت تک اختلاف رائے تھا۔ لیکن حزب اختلاف کی جماعتوں کی طرف سے دباؤ، ملک گیر تحریک اور نازک مذہبی جذبات کے پیش نظر ذوالفقار علی بھٹو نے تحریک کو سختی سے دبانے کے بجائے اس مسئلہ کو دستوری طور پر حل کردیا۔

پیپلزپارٹی کے دور حکومت کے اس تاریخ ساز فیصلہ کے بعد مرزائیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دے دیا گیا جو قیام پاکستان کے بعد قادیان کی طرز پر خفیہ سرگرمیوں کا اڈا تھا۔ مرزا ناصر جو اس وقت خلیفہ تھا، اس کے لئے یہ فیصلہ صدمے کا باعث بنا۔ مرزا ناصر کے بعد مرزا طاہر خلیفہ نامزد ہوا۔ صدر ضیاء الحق شہید نے اس کی خفیہ سرگرمیوں کو ناممکن بنا دیا تو اس نے اپنا مرکز لندن کو بنا لیا اور وہاں سے ضیاء الحق شہید اور پاکستان کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈہ کرنے لگا اور آج بھی کررہا ہے۔

اسلام کی بنیادی چیزیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

(۱) شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ

شہادت دینی اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(۲) وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ ۔ اور پڑھنا نماز پنجگانہ کا اچھی طرح سے۔

(۳) وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ ۔ اور زکوٰۃ دینا۔

(۴) وَالْحَجِّ ۔ اور حج کرنا۔

(۵) وَصَوْمِ رَمَضَانَ ۔ اور رمضان شریف کے روزے رکھنے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ مسلمان کے لئے یہ پانچ چیزیں اس کی مسلمانی کے لئے شرط ہیں۔ یعنی توحید کا عقیدہ۔ اور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان۔ نماز ادا کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اور مال اور صحت کی شرط پر حج کرنا۔ اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔ ان پانچوں باتوں میں سے جو کوئی ترک کرے گا۔ اس کے اسلام کا ستون ڈھے پڑے گا۔ اور اس سے اسلام رخصت ہوجائے گا۔ مسلمان بھائیوں کو یہ حقیقت کبھی نہیں بھولنی چاہیئے۔

توحید کی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے مسلمان کی زندگی اسلام کے ارکانِ خمسہ کے گلزار ولایت محو خرام ہونی چاہیئے۔

مسلمان پھر مسلمان ہے۔

بقیہ۔ در عیسائیت

نمبر ۱۲۔ جو کلام اس نے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا جبکہ یسوع مسیح کی معرفت صلح کی خوشخبری دی۔ اعمال ۱۰/۳۶۔ اسی طرح متی ۱۵/۳۱۔ لوقا ۲/۱۰'۳۲۔ یوحنا ۱۰۔ اعمال ۳۲/۲ متی ۱۸/۱۷۔ امت سے مراد بنی اسرائیل ہے دیکھئے اعمال ۱۳/۱۷/۲۴'۱۷/۲۶'۱۳'۲۸/۱۷ وغیرہ۔

نوٹ:۔ ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مسیح صرف بنی اسرائیل کی ہدایت و نجات کے لئے آئے تھے۔ ان کی رسالت عالمگیر نہ تھی لہٰذا دنیائے مسیحیت کی نجات ناممکن ہے کیونکہ کوئی بھی مسیحی اپنے آپ کو اسرائیلی ثابت نہیں کرسکتا۔ نیز کوئی بھی پاکستانی اسرائیلی نہیں۔ جب اسرائیلی نہیں تو مسیحی بھی نہیں۔ جب مسیحی نہیں تو بحوالہ مسیح اس کی نجات ممکن نہیں۔ کیونکہ مسیحیت کسی غیر کو قبول ہی نہیں کرتی لہٰذا آیئے عالمگیر نجات کے یقینی پیغام (اسلام) کو قبول کرکے حقیقی نجات حاصل کریں۔

بقیہ۔ ارض اندلس

یاد تازہ کریں جو بہت دنوں تک ان سے پوشیدہ رہی۔

اس موقع پر ہم یہاں ایک اہم اور واضح حقیقت کی وضاحت کرنا بہت ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اس رہنمایانہ تہذیبی منصوبے کے لئے سعودی حکومت کی جانب سے وہ پیہم اور مخلصانہ کوشش نہ ہوئی ہوتی جو خادم حرمین شاہ فہد کی شکل میں رونما ہوئی۔ پھر اگر اسپینی بادشاہ کی رواداری اور تہذیبی جرات نہ ہوئی ہوتی جو مرکز کے افتتاح کے موقع پر "شاہ خوان کارلوس" کی شرکت کی شکل میں ظاہر ہوئی تو یہ خواب شاید حقیقت نہ بنتا۔ اس کو یہ تمام تہذیبی رہنمائیاں حاصل نہ ہوئی ہوتیں جنہیں دونوں قیادتوں کے حق میں تاریخ نے اپنے ریکارڈ میں کرلیا ہے اور "شاہ خوان کارلوس" ایک بیدار المغز بہادر کامیاب قائد ہیں۔ اس کا اندازہ ان کی اس تقریر سے ہوتا ہے جو انہوں نے مرکز کے افتتاح کے موقع پر کی ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا کی تمام تہذیبوں اور تمدنوں کے لئے جس میں آپ کی تہذیب و تمدن خصوصی مقام رکھتی ہے اپنی رواداری اور تسامح کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا دل ساری تہذیبوں کے استقبال کے لئے کھلا ہوا ہے۔ آپ کی تہذیب ہماری تاریخ کا جزو ہے۔ موجودہ دور کا اسپین اپنے عہد ماضی کو فخر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ جو عربوں کے ساتھ مربوط ہے۔ جس میں عربوں نے ثقافتی و علمی ترقی میں پوری انسانیت کے مفاد کی خاطر حصہ لیا۔

بقیہ۔ والدین کے حقوق

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں۔ لیکن جو شخص ماں باپ کی نافرمانی اور دل آزاری کرے اس کو آخرت سے پہلے دنیا ہی میں طرح طرح کی آفتوں میں مبتلا کردیا جاتا ہے۔"

زندگی میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا مفہوم یہ ہے کہ حسب ضرورت ان کے نفقہ میں اپنا مال خرچ کیا جائے جیسی ضرورت ہو اس کے مطابق جسمانی خدمات انجام دی جائے ان کے ساتھ گفتگو نہایت نرم اور ادب کے ساتھ کی جائے سخت آواز اور بہت زور سے نہ بولا جائے جس سے ان کی بے ادبی ہو۔ ان سے کوئی ایسا کلمہ نہ کہا جائے جس سے ان کی دل شکنی ہو۔ ایسا کوئی کام نہ کیا جائے جس سے ان کو تکلیف ہو۔ ان کے دوستوں اور تعلق والوں سے بھی کوئی ایسا سلوک نہ کیا جائے جس سے ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ الحاصل ان کو آرام پہنچانے اور خوش رکھنے کے لئے جو صورتیں اختیار کرنی پڑیں وہ سب کی جائیں۔ اپنی مقدور بھر راحت رسانی کی فکر کے ساتھ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا رہے کہ اے پروردگار ان کی پوری راحت رسانی تو میرے بس کی بات نہیں تو ہی اپنی رحمت سے ان کی سب مشکلات کو آسان اور ان کی تکلیفوں سے دور فرما۔

رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔

مرنے کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک یہ ہے کہ ان کے لئے دعا و استغفار کیا جائے۔ اعمال صالحہ (صدقہ و خیرات) تلاوت قرآن کریم' اطعام مساکین' قربانی' حج وغیرہ کا ایصال ثواب کیا جائے۔ ان کے اس عہد کو پورا کیا جائے جو انہوں نے کسی سے کر رکھا ہو۔ ان کے ان خیر کے ارادوں کو پورا کیا جائے جسے وہ موت کی وجہ سے پورا نہ کر پائے تھے۔ ان کے دوستوں کا اعزاز و احترام کیا جائے۔ ان کے ان رشتوں کو نبایا جائے جو صرف ان کی طرف سے ہی ہوں۔ ان کی قبروں پر جا کر فاتحہ پڑھنے اور ثواب پہنچانے کا معمول بنایا جائے جیسا کہ امام بیہقی اور ابن ابی الدنیاؒ نے محمد بن نعمانؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو کرتا ہے وہ معاف کردیا جاتا ہے اور فرمانبردار لکھا جاتا ہے۔" (روح المعانی)

بقیہ۔ درس قرآن

ایمان کے اصل مقام تک پہنچنے کے لئے اور اس کی خاص برکتیں حاصل کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ آدمی خود غرضی سے پاک ہو اور اس کے دل میں اپنے دوسرے بھائیوں کے لئے بھی اتنی خیر خواہی ہو کہ جو نعمت اور جو بھلائی اور جو بہتری وہ اپنے لئے پسند کرے اس کو کسی دوسرے بھائی کے لئے بھی چاہے اور جو بات اور جو حال وہ اپنے لئے پسند نہ کرے اس کو کسی دوسرے بھائی کے لئے بھی پسند نہ کرے۔ اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جنت میں نہیں جاسکتے جب تک کہ صاحب ایمان نہ ہوجاؤ اور تم پورے مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تم میں باہم محبت نہ ہو۔ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں کہ اگر اس پر عمل کرنے لگو تو تم میں باہمی محبت پیدا ہوجائے۔ وہ بات یہ ہے کہ تم اپنے درمیان سلام کا رواج پھیلاؤ اور اس کو عام کرو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والی کسی قوم اور کسی معاشرہ کے ایمان کی تکمیل کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان میں باہم محبت و مودت ہو۔ اگر ان کے دل ایک دوسرے کی محبت سے خالی ہیں تو سمجھنا چاہئے کہ وہ حقیقت ایمان اور اس کے برکات و ثمرات سے محروم ہیں۔

ایک دوسری مشہور حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ۔ مسلم وہ ہے جس کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے مسلمان محفوظ رہیں' اور مومن وہ ہے جس کی طرف سے اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں لوگوں کو کوئی خوف و خطرہ نہ ہو۔

اس حدیث شریف میں زبان اور ہاتھ سے ایذا رسانی کا ذکر اس لئے فرمایا گیا کہ بیشتر ایذاؤں کا تعلق انہی دونوں سے ہوتا ہے۔ ورنہ مقصد و مطلب یہ ہے کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ لوگوں کو اس سے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ قرآن اور حدیث میں جس ایذا رسانی کو منافی اسلام فرمایا گیا ہے۔ وہ' وہ ہے جو بغیر کسی صحیح وجہ اور معقول سبب کے ہو۔ ورنہ بشرط قدرت مجرموں کو سزا دینا اور ظالموں کی زیادتیوں اور مفسدوں کی فساد انگیزیوں کو بزور دفع کرنا تو مسلمانوں کا فرض منصبی ہے۔ جیسا کہ گزشتہ آیات میں بیان ہوچکا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو دنیا امن و راحت سے محروم ہوجائے۔ ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ فحش گو اور بدکلام ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بدکلامی اور فحش گوئی اور دوسروں کے خلاف زبان درازی' یہ عادتیں ایمان کے منافی ہیں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اپنے بھائی کے عیب کو ظاہر نہ کر شاید اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردے اور تجھ کو مبتلا کردے۔ اسی طرح فرمایا۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ گویا اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں اور یہ کسی کو خبر نہیں کہ کس نے کب توبہ کی۔ ہوسکتا ہے جس کو تم برا کہتے ہو' اس نے توبہ کرلی ہو۔ اور جس کو تم تکبر اور غرور میں قابل مذاق سمجھتے ہو' وہ تو اپنے عجز و انکسار کی وجہ سے معزز و مکرم ہوجائے۔ اور تم اپنی بلندی و پاکی کے زور میں اللہ کے مجرم ٹھہرو۔ تو خلاصہ یہ کہ قرآن اور حدیث میں واضح ہورہا ہے کہ شریعت کو معاشرتی اصلاح کے باب میں کس درجہ اہتمام ہے۔ اور جو معاشرہ ان ہدایات و قوانین پر عامل ہوجائے کیا اس میں باہمی رنجشیں اور دلی عداوتیں اور ایک دوسرے سے بغض و منافرت رخنہ انداز ہوسکتی ہیں؟ مگر افسوس اور رونا تو یہی ہے کہ قرآن اور حدیث کی تعلیمات کو پیش در پیش اور مقدم رکھنا تو درکنار' اب تو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ ملا پن ہے یعنی قرآن و حدیث کا سیکھنا سکھانا اور اس پر عمل کرنا تو ہماری ترقی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اب تو سائنس اور ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔ تو جس قوم اور معاشرہ کا یہ حال ہو' اس کو اپنی صلاح اور فلاح قرآن حدیث میں کہاں نظر آئے گی۔ بس اس کو تو اپنی صلاح و فلاح سائنس اور ٹیکنالوجی میں ہی نظر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالتوں پر رحم فرمائیں اور قرآن اور حدیث کی طرف سے ہماری آنکھیں کھول دیں۔

ابھی مزید ہدایات کا سلسلہ اگلی آیات میں جاری ہے۔

جس کا بیان انشاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ ان قرآنی ہدایات کو ہمارے دلوں میں اتار دیں اور ان پر ہم کو عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔

یا اللہ ہمیں حقیقی ایمان و اسلام نصیب فرما اور اپنے مسلمان بھائی کے لئے ہم وہی پسند کریں جو ہم اپنی ذات کے لئے پسند کریں۔ اور جس بات کو ہم اپنے لئے ناپسند کریں اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی ناپسند کریں۔

یا اللہ ہماری زبانوں کی حفاظت فرمائیے اور ہمیں ان باتوں سے بچا لیجئے جن سے قرآن و حدیث میں ممانعت فرمائی گئی ہے۔

یا اللہ! اس وقت ہمارے قلوب سے اکرام مسلم کی صفت عنقا ہوگئی ہے۔ الا ماشاء اللہ اسی وجہ سے ہمارے معاشرہ میں اختلاف و افتراق کی لعنت گھس آئی ہے۔ یا اللہ! ہمارے قلوب کی اصلاح فرمادے۔ ہمارے آپس میں محبت اور خوش تعلقی کی نعمت عطا فرمادے۔ ہم کو آپس میں سلام پھیلانے کی توفیق نصیب فرمادے۔

یا اللہ! قرآن و حدیث میں مومن اور مسلمان کی جو تعریف بتلائی گئی ہے اور جو صفات بیان کی گئی ہیں' ہمیں ان سے محروم نہ فرما۔

یا اللہ! ہمارے دل آپس میں جوڑ دے۔ ہم کو اکرام مسلم کی صفت کا مورد بنادے اور جو اخلاق و عادات آپ کو ناپسند ہیں ان سے بچالے۔ اور اپنی مرضیات کی توفیق کاملہ نصیب فرمادے۔ (آمین)

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تحفۂ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کے نائب امیر اوّل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کی تصنیف لطیف

○ آپ کے قلم سے مختلف اوقات میں لکھے جانے والے رسائل و مقالات کا مجموعہ ○ معلومات کا خزانہ ○ دلائل کا انبار ○ حقائق کا انکشاف ○ ایک درویش منش بزرگ کے قلم سے قادیانیوں کی ہدایت کا سامان ○ رحمۃ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تیرہویں صدی میں تحفہ اثنا عشریہ تحریر فرمایا ○ اور انہیں کے وارث حضرت لدھیانوی صاحب نے پندرھویں صدی میں تحفہ قادیانیت تحریر فرمائی ○ عنوانات ملاحظہ ہوں ○ عقیدہ ختم نبوت ○ قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین ○ عدالت عظمیٰ کی خدمت میں ○ قادیانیوں کو دعوت اسلام ○ چوہدری ظفر اللہ کو دعوت اسلام ○ مرزا طاہر کے جواب میں ○ مرزا طاہر پر آخری اتمام حجت ○ دو دلچسپ مباحثے ○ قادیانی فیصلہ ○ شناخت ○ نزول عیسیٰ علیہ السلام ○ المہدی والمسیح ○ قادیانی اقرار ○ قادیانی تحریریں ○ قادیانی زلزلہ ○ مرزا قادیانی "نبوت سے مراق تک" ○ قادیانی جنازہ ○ قادیانی مردہ ○ قادیانی ذبیحہ ○ قادیانی اور تعمیر مسجد ○ غدار پاکستان (ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی) ○ گالیاں کون دیتا ہے ○ قادیانیوں اور دوسرے کافروں میں فرق ○ قادیانی مسائل ○ فرض ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، کذب مرزا قادیانی اور کسی بھی مسئلہ پر یہ کتاب فیصلہ کن ہے ○ انسائیکلوپیڈیا ہے ○ قادیانی مذہب سے لے کر سیاست تک، مساجد سے عدالت تک کی کسی بھی ضرورت کے لئے اس کتاب کا آپ کے پاس ہونا ضروری ہے ○ دینی اداروں، علماء، مناظرین، وکلاء تمام حضرات کی لائبریریوں کے لئے ضروری ہے ○ صفحات ۷۰۰ ○ کاغذ عمدہ ○ کمپیوٹر کتابت ○ خوبصورت رنگین ٹائٹل ○ عمدہ اور پائیدار جلد ○ قیمت =/۱۵۰ روپے ○ جماعتی رفقاء و طلباء کے لئے رعایتی قیمت =/۱۲۰ روپے ڈاک خرچ بذمہ دفتر ○ پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ○ مجلس کے مقامی دفاتر سے بھی طلب کریں ○

ملنے کا پتہ:

مرکزی ناظم اعلیٰ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

صدر دفتر، حضوری باغ روڈ، ملتان۔ پاکستان۔ فون نمبر ۴۰۹۷۸